

U 0247

السَّامِعُ زَيْدٌ مِّنَ الْحَقِّ لِلَّهِ وَآخِرُ

الحمد لله على خلقه وكونه مكانه ورايقه من بيان وواجباته على

١٣١٥

بُرْهَانِ سَمَاعِ

١٣١٥

من تأليف جناب حاجي حافظ محمود بخش حيدر بخش حيدري بركلاني

الذو الكرم بالله الميراث على طبعه



بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيدنا محمد وآله واصحابه اجمعين اما بعد
 بنده ضعیف و ناکامی درویشان محمود و محض حشمتی صابری اکبر آبادی عرض کرتا ہوں کہ سلسلہ سہام میں قادیان و مدینہ
 و اعتقادات اور عقائد و دربان ملکا کرام ہو اگرچہ بہت سی کتابوں اور سالن میں اباحت اور حرمت
 اس سلسلہ کے بنی گانہ میں نے تحریر فرمائی ہے اور قادیان و مدینہ میں باوجود شہر اسلام کو سنتی چلتے ہیں اور قادیان
 جو اس سے مترتب ہوتے ہیں اس سے بد مذہب بزرگان دین مانعین کو لگا ہی ہوئی ہو اور جو مسکوت اور تسلیم
 کہ چاہے او کو نہیں ہوا مگر اس زمانہ میں ہی چند صاحب اس سلسلہ میں نظر ظاہر طعن و تشنیع مستحید طلبا یہ
 علم و یقین کی شان میں فرماتے ہیں اس واسطے چنانچہ اوراق واسطہ لگا ہی اور لفظ حق کے تحریر کئے جاتے ہیں
 و باللہ التوفیق و هو خیر الرائین۔

مقصد سماع و غناء کے معنی میں

جانتا چاہیے کہ لغت میں معنی سماع بالفتح والکسر کے ذکر سماع اور مذکور نیک کے ہیں قال فی القاموس
 السمع من الامان و اما ان یزید لیس شیء من سمعة و الذکر المستعمل اور اصطلاح میں سماع سے عبارت ہے

وہ سب طرح کے عوارض ہر جن صورت اور کلام موزون ہے۔ اور سنی غرضی یعنی وغنا کر سرود کہنا اور
 آواز پر بہ ہونہ کے ہون کا سبب میں یہ کہ آواز گستاخوں اور آواز کو سنا کر بہ رہ۔ اور سنی غرضی غنا کر
 تحریک اور سنی آواز کے ساتھ انسان کے ہون اس قدر بغنا اور صبح میں کہ سنی اعتباری نہیں جو صورت
 یہ فرق ہے کہ سنی بھی ہر کوئی کہ ہے اور صبح عبادت سرودے اور سنی قول میں سے کہ سنا نیک آواز
 کے ہو۔ جیہ تفریق سلیع وغنا کی ہے۔ اور موضوع انکا حسن صوت اور کلام موزون ہے۔ اور غرض اس کی
 سواغی اختلاف طبایع اور تفاوت ہستدار سنی والوں کے مختلف ہوتی ہے اگر اہل ہوا اور ہوس نہیں
 تو صورت نفس و تفسیط خاطر اور کو مظلوم ہوتی ہے اور جو لوگ دامن گرفتہ اہل اللہ میں ان کے لئے سنا
 مزید اور ذریعہ وصول الی اللہ کا ہوتا ہے۔

فصل اول۔ ہر گاہ سلیع صوت حسن اور کلام موزون کا نام ہو تو اس کے سنی کے لئے کہیں
 امانت نہیں ہے بلکہ باعتبار قیاس اور باعتبار نفس سنا اور کلام الیایا جاتا ہے قیاس تو ہے
 کہ انسان کے لئے عقل اور پانچ حواس استقامتی نے بنائے ہیں اس بھر قلم ڈالنے تشہر ایک انہیں
 سے باعتبار ادراک کے اور غرض اور تنفر ہوتا ہے۔ واسطہ کہ وہ جبلت اس کی ہر شقاوت سامع ہے
 کہ انسان کو آواز خوش کے سنی سے خوشی اور کریمیا وایک کے سنی سے کراہت ہوتی ہے اور ایسے ہی
 یا صوح کہ انسان اور کو ذریعہ سے صورت فیک اور شکل میں کو پسند اور بد صورت کو نا پسند کرتا ہے
 اصل قیاس دیگر حواس کا بھی یہی خاص ہے۔ پس خوش آواز خواہ انسان کے گلے سے ہو
 یا حیوانات و اجادات کی صدا سے ہو اور سنی سنی کے لئے قوت سامع بہت خوش اور راضی ہوتی ہے
 اور باعتبار نفس کے جہاں سلیع صورت حسن کی ہے وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ انسان کے لئے احسانا بیان
 فرماتا ہے **وَلَا تَنْفَعُ الْفُلُ فِي الْفُلِ مَا لَا يَكُنْ فِي الْفُلِ** یعنی صورت حسن مراد لی ہے اور مراد اللہ تعالیٰ نے
وَلَا تَنْفَعُ الْفُلُ فِي الْفُلِ مَا لَا يَكُنْ فِي الْفُلِ یعنی صورت حسن مراد لی ہے اور مراد اللہ تعالیٰ نے

میں صحت حسن جو قابل اس کے ہے اور مکی مع قرآن شریف سے ثابت ہوتی ہے۔ اور ہر گاہ جائز ہو سنا
 صحت حسن فلفل میں جانو لا یعقل تو اس کلام کا سنا بصوت حسن یعنی خوش آوازی اور معنی کے ساتھ جو
 ایک حرام ہو گا۔ اور ہر گاہ آواز مقبل درود سے جانو خوش آواز کے سنو کی کسی جگہ ممانعت نہیں ہر وجہ
 کوئی آواز اور جسم سے اختیار آواز کے بآواز ہو جیسے دف اور طبل وغیرہ سے نکلتی ہے تو وہ کسی حرام شرعی جگہ
 مکرہ آلات اور ملاجی جن میں حرمت بواسطہ اس کے غیر کے شائع سے پائی گئی ہے البتہ اس کا سنا بوجہ اس
 نیکہ حرام مضر یا مہتمم ہو۔ اور حدیث صحیح میں آیا ہے **مَنْ تَلَّى الْقُرْآنَ بِأَصْوَاتِهِ لَمْ يَمِزْ** یعنی ایش دو قرآن کو
 ساتھ آوازوں اپنی کے۔ اور فرمایا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے **لَيْسَ مِثْلَانِ لَمْ يَنْفَعِ بِالْقُرْآنِ** یعنی جو
 وہ شخص نہیں ہے جو تفسیری قرآن کے ساتھ نہ۔ اور فرمایا **تَلَّوْا الْقُرْآنَ وَغَنَّاوْا** یعنی سکھنا قرآن کو اور
 تفسیری کرنا ساتھ اور کر۔ اور حدیث میں آیا ہے **أَنْ تَلَّوْا الْقُرْآنَ كَأَنْ تَنْفَعِ بِالْقُرْآنِ** یعنی جیسے قرآن
 کو کہ مبنی تفسیری سے پڑھتے ہیں اللہ تعالیٰ مستانت۔ اگر کسی چیز کو ایسا کان لگا کر نہیں سنا۔ اور حضرت ابوہریرہ
 اشعری رضی اللہ عنہ کہ صحابی تھے اور قرآن شریف بہت خوش آوازی سے پڑھتے تھے اور مکی مع میں پیغمبر
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ **تَلَّوْا الْقُرْآنَ كَأَنْ تَنْفَعِ بِالْقُرْآنِ** اور **أَنْ تَلَّوْا الْقُرْآنَ كَأَنْ تَنْفَعِ بِالْقُرْآنِ**
 ہو کہ اطلاق تفسیری مخرج میں محمود اور مرغوب ہے بلکہ اسے قرآن ساتھ تفسیری کے مطلوب ہے۔ اور بعض احادیث
 میں وارد ہے کہ قرآن بطور غنائے پڑھنا جائز نہیں ہے یہاں تک تصریح کی جو کہ پڑھنا قرآن کا قصد
 الحوائج موسیقیہ نہ کیا۔ اور بڑھ گار قاری کہ کہتا ہے بس عمل اور اعتقاد و وفون ہدیوں پر کہ تھانوی اور
 متناقد کہ مال اور بیج اور غم غنائے کہ جن غیر ممکن ہے اندازاً بر توفیق بین الاحادیث تحقیق سبک
 مقدم معلوم ہوتی ہے کہ غنائہ محمود کیا ہے اور غنائہ مذموم کیا واسطہ اظہار اس کے کلام حضرت طبع عبدالحق
 محدث دہلوی صاحب مروج النبوت کا کفرق در میان غنائہ تجویہ کے کرتا، و نقل کیا جاتا ہے اور وہ یہ ہے
 اختلاف کردہ اندامی و سنا تفسیری قرآن بعضی مطلقاً جائز و مذموم اگرچہ لا و مایا و طرہ و درود شائع

درود شائع
 قرآن شریف
 تفسیری
 مروج النبوت
 طبع عبدالحق
 محدث دہلوی
 صاحب مروج
 النبوت

حرکات و مانند ان و اگر چه جزو این موسیقی باشد۔ و بعضی مطلقاً منعی کنند و حق که مرکز دائرہ انصاف
 است نیست کہ تطریب و تغنی برود و وجهت یکی آنکہ اتفاقاً انداز طبعیت و سماجت کنند ہاں بلکہ تکلف
 نیز بہین تعلیم بلکہ چون گذشتہ شود باطبعش بیاد آن تطریب و طبعین را و این جائزہ است اگر چه بیاد و
 بر زیادت تر نہیں و تحسین چنانکہ گفت ابو موسی رضی اللہ عنہ کہ اگر من میدانستم کہ تومی خوشی زیادت میگویم
 از زمین تحسین را کہ سیکہ چنان میکند ادا طرب و حنت و شوق مالک بنی شولفس غدا را و صبر نمی تواند کرد
 از تطریب بخیرین و در زمین صوت و در قرات پس وی مطبوعست و مطیع و کلفت است نہ تکلف و این است
 مراد بصوت عرب و لحن عرب و این قسم از تغنی است کہ میگوید مد از اصحاب و می شنیدند از و این تغنی محمود است
 اکثراً شری کرد و بدان بخاری و سامع و ہمہ تابع آنکہ انصافاً ہی از مصالح محبتی باشد کہ نیست در طبایع و سماعت
 ابدان و حاصل نمی شود مگر بہ تکلف و تصنع و چون چنانکہ آموختہ شود بالذات الحان موسیقیتہ ببطور کہ بر ایقاعات
 مخصوصہ و اوزان منجزہ کہ حاصل نمی شود مگر بہ تعلیم و تکلف این را و نیست کہ مکررہ و شستہ انداز سلف و انکار
 کردند قرات باین وجه و ہر سیکہ علم است اورا باحوالی سلف میداند قطعاً کہ ایشان ہمہ انداز الحان بخوبی
 و تکلف کرده می شود بر آن بر ایقاعات و حرکات موزون و مدودہ و مدودہ و الیشان پرہیزگار
 سازند کہ بخوانند قرآن را باین طریق و تجویز کنند آنرا بلکہ می خوانند بہ قہرین و تطریب و تحسین صوت
 و این امر نیست مگر ہر در طبایع و منی نکرہہ است از ان شائع بلکہ باشد کردہ است بآن و خوانندہ
 مردم را بدان و خبر ندانہ است انما استلحق سبحانہ تعالی بسوئے آن و فرمودہ کہ نیست از ما ہر کہ
 تغنی کنند بہ سران ذکر ہذا کہ فی المواہب اللدیہ انتہی۔ از نعمتہ الشوق۔ خلاصہ اور حاصل
 اس عبارت حضرت شیخ قدس سرہ کا یہ ہو کہ اگر قرآن بہ تکلف و تصنع الحان موسیقیتہ کے ساتھ پڑھا جاوے
 تو اسکو سلف نے مکررہ جانا ہر اور اگر بے تکلف اور بلا تصنع تر نہیں و تحسین کے ساتھ پڑھا جاوے
 وہ محمود ہے۔ اگر شریعت سماع کے زما دانیما را بعین سے تا عند حضرت خاتم النبیین علیہ السلام

ہوتی چلی آئی ہے اجلہ علمائے حنفیہ فقہ میں سے علامہ علی بن محمد بن المنزی کے کشف المحجوب
 میں اور تخریج میں سے شیخ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے خارج الغیبت میں اس مسئلہ خاص میں
 تحریر کیا ہے واسطاً کا یہی نوا قنین کے حنفی نمونہ ازخوار سے درج کیا جاتا ہے بلکہ سلام و امان طاری
 حکماً مختلف ہے چنانکہ ارادت احمد و لوا مختلف ہے دستم باشد کہ کسی آزاد ایک حکم قطع کند
 و جب مستعان برد و کردہ اندیکہ معنی ہی شنوند و دیگر اگر صورت شنوند و اندیکہ میں ہر دو اصل فواجہت
 و اوقات ادا پنجد از شنیدن ارادت غلیان آن معنی باشد کہ اندر دم کب ہو اگر حق حق ہو
 و اگر باطل باطل کہے اگر با طبع مناد ہو یا پنجد بشنو و ہر مناد باشد۔ لہذا اسقاط نے حضرت داؤد
 علی نبیہ و علیہ السلام کو مجرہ حسن صوت کا عطا فرمایا تھا و اسکو اسقاط قرآن شریف میں
 فرمایا ہر کہ ولقد آتینا داؤد جنتاً فقل لا یاجبال آؤبی عہہ الکی یوحی حضرت داؤد علیہ السلام
 مجلس اپنی ترتیب دیتے تھے تو انسان و جنات اور وحوش و طیور اور درندہ و گندہ جمع ہوتے
 تھے اور حضرت داؤد علیہ السلام کے ذکر اور مواظظ کو مسکرت بیوش ہر جاتے تھے اور بعضہ جاتے
 تھے اور بیچ تغیر الایمن یستتھون القول فیستعینون احسنہ اور ایسے ہی بیچ تغیر قاردا صیغوا اما انزل
 الی الرسول تو نے انہیں تغیر بین الناس جماعہ فکلمہ الخ منسخر لہ تصریح کی ہو کہ مراد صلح و سماعت
 قرآن ہی یا ذکر اور مواظظ ہے شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ عوارف میں فرماتے ہیں کہ یہ صلح
 ہے کہ اسکی حقانیت پر سب متفق ہیں اور مخالف نہیں ہیں دو آدمی بھی اہل ایمان سے اس واسطے
 کہ یہ صلح و تجلب رحمت کا ہے پروردگار کریم سے انتہی۔ جس معلوم ہوا کہ اباحت و مشرعت مطلق
 صلح میں اختلاف نہیں ہے۔ لہذا اس جگہ وہ احادیث جن سے سننا صلح کا جناب انحضرت صلی اللہ
 علیہ و آلہ وسلم اور صلح کلام رضی اللہ عنہ کا ثابت ہونا ہر کتب صلح سے نقل کئے جاتے ہیں۔

حدیث اول عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم مر عینی اثنتین

اگر اس بات کو چھوڑ دو اور وہی کو جو تم کہتی تھیں روایت کیا اسکو بخاری نے کتاب النکاح میں
ف اس حدیث سے مراد ثابت ہوتا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نہت کے ساتھ نکاح
 کا سلسلہ ستادوں کا جو تم کہتی تھیں وہ کو یعنی جو چہ تم کہتی تھیں وہی گاؤ۔
 حدیث سوم عن عائشۃ رضی اللہ عنہا أنها کتبت أمرًا إلى رجل من الأنصار فقال النبي
 ﷺ الله عليه وسلم يا عائشة ما كان معكم لعلوا في الأنصار قبضه محمد ﷺ روایت ہو حضرت
 عائشہ رضی اللہ عنہ سے کہ انھوں نے دو دھن بنا کر ایک عورت کو طرف ایک مرد انصار کے بھیجا پس
 فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اس عورت کو لے کر آیا ہے اس عورت کو اس کے پاس کوئی آدمی نہ تھا کہ اس کے پاس ہو
 جوتا اور اسکو تم ہیجتیں اس واسطے کہ انصار کو لے یعنی خنا اچھا معلوم ہوتا ہو۔ اس حدیث سے
 اطلاق ہو کہ خنا حلال پر بھیج ہے اور یہی ثابت ہوتا ہے کہ ایسے فتوے استعمال کے کو خناسندی
 رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی۔

حدیث چہارم عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال کتبت عائشۃ قرائۃ لها من القرآن
 فجاء رسول اللہ ﷺ فقرأ علیہا ما کتبت قالوا انزلنا من السماء فقرأت
 لا قال رسول اللہ ﷺ لا انزلنا من السماء فقرأت لا قال رسول اللہ ﷺ لا انزلنا من السماء
 لا انزلنا من السماء فقرأت لا قال رسول اللہ ﷺ لا انزلنا من السماء فقرأت لا قال رسول اللہ ﷺ لا انزلنا من السماء
 عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنی قرابت والی ایک عورت کا نکاح ایک انصار سے کر دیا پس
 تشریف لائے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اور فرمایا کہ تم نے اس مرد کی کو اس کی زوجہ کے گھر بھیجا
 لوگوں نے عرض کیا کہ ہاں بھیجا فرمایا کہ کیا تم نے ایسا آدمی بھی اس کے ساتھ بھیجا کہ وہ فتنی کرے
 حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ نہیں پس فرمایا حضرت نے کہ تحقیق انصار ایسی قوم ہیں کہ
 انہیں غزل بہت چھوینی رغبت مطرب کے اشعار سے زیادہ رکھتی ہیں پس کاش وہ دھن کے ساتھ

طے شخص کو کچھ کہہ اس شخص کو بغیر تنہیت و مبارکبادی کہا میں سے کہتا اور ادا کرتا۔ آئے ہم تہا سے
پاس آئے ہم تہا سے اس پس زندہ رکھے ہم کو اللہ اور زندہ رکھے ہم کو اللہ۔ روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے
کتاب الطہارۃ میں۔

حدیث ششم عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا صَلَّيْتُ فَلَا شَيْءَ
يَقِينُهُ كَأَنِّي عِنْدَهَا قَالَتْ إِحْدُنَا حَا إِلَى تَرِيحًا قَالَ فَهَلَّا لَيْسَتْ لَكُمْ مَعَهَا بِعَمَلٍ يَتَّبِعُهُ تَقَرُّبُ
بِاللَّهِ وَتَقَرُّبُ قَالَتْ عَائِشَةُ مَاذَا تَقُولُ قَالَ تَقُولُ أَتَيْتُكُمْ أَتَيْتُكُمْ أَتَيْتُكُمْ أَتَيْتُكُمْ أَتَيْتُكُمْ أَتَيْتُكُمْ أَتَيْتُكُمْ أَتَيْتُكُمْ
محمد بن الشیخ العالم محمد الدین علی بن وہب القشیری فی کتابہ اقتصاص السوانح بسندہ۔ روایت
کرتے ہیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فلاں عورت
تیمم کرتا ہے پس جی میں تم نے اسکو پرورش کیا تھا اسکا کیا حال ہے حضرت عائشہ نے عرض
کیا کہ میں نے اسکو دو لہن بنا کر اسکی زوجہ کے پاس بھیج دیا فرمایا کہ تم نے اسکے ساتھ ایسی ہڑکی
کو کہیں نہیں بھیجا کہ وہ دن بجاتی اور گاتی حضرت عائشہ نے عرض کیا کہ وہ لڑکی کیا کہتی ہے
یہاں گاتی فرمایا کہ یہ کہتی ہے کہ ہم آگے تہا سے پاس آگے تہا سے پاس یعنی یکلمات تنہیت کے
کو تفسیر اسکی اور برگزدی گاتی۔ اس حدیث کو حافظ نفی الدین محمد بن الشیخ العالم محمد الدین علی بن
محمد الہلب القشیری نے اپنی کتاب اقتصاص السوانح میں اپنی سند کے ساتھ لکھا ہے اور یہ حدیث مستقر
واللہن ساتھ مدیف ما بن کر ہے برگزدی۔

حدیث ششم بِأَعْيُنِي أَنَا أَعْرِضُ عَنْ هَذِهِ فَقَالَ لَا يَأْتِيهِ اللَّهُ تَالِ هَذِهِ قِيَّتُهُ بَنِي مُؤَدَّ
الْحَبَشَةِ أَنَّ لَيْسَ لَكُمْ مَعَهَا بِعَمَلٍ يَتَّبِعُهُ تَقَرُّبُ قَالَتْ عَائِشَةُ مَاذَا تَقُولُ قَالَ تَقُولُ أَتَيْتُكُمْ أَتَيْتُكُمْ أَتَيْتُكُمْ أَتَيْتُكُمْ أَتَيْتُكُمْ أَتَيْتُكُمْ أَتَيْتُكُمْ
روایت کی مناسبت سے کہ فرمایا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی عایشہ کیا تم اس عورت کو جانتی
ہو اور انہوں نے عرض کیا کہ یہی اللہ میں نہیں جانتی فرمایا کہ یہ عورت مغنیہ فلاں قوم کی ہے کیا تم

اور عرض کیا کہ تحقیق میں نذہد کی سنی کہ اگر آپ کو صبح سلامت خداوند تعالیٰ لوٹا لاوی تو میں آپ کو درود و
 بجاؤنگی اور گناہوں کی پس فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر تو نے نذر کی جو تو بجا دے زمین پس عورت
 دف بجا ناشی عکس پہر آئے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور وہ عورت دف بجاتی سنی پہر آئے حضرت
 علی رضی اللہ عنہ اور وہ عورت دف بجاتی سنی پہر آئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور وہ دف بجاتی تھی
 پہر آئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ تو اس عورت نے اپنی دف کو انبر سرین کے نیچے رکھ لیا اور اوپر ہتھیلی
 پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ تحقیق شیطان تم سے ڈرتا ہے اس عورت نے بیٹھا تھا اور
 وہ بجاتی سنی پہر آئے ابو بکر وہ بجاتی رہی پہر آئے علی اور وہ بجاتی رہی پہر آئے عثمان اور وہ بجاتی رہی
 اور جب تم آئے اسی عمر تو اس نے ڈال دیا دف کو روایت کیا اسکو ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث حسنہ
 صحیحہ و غیر مجہول نقل کیا اس حدیث کو صاحب شکوۃ نے مناقب حضرت عمر رضی اللہ عنہ میں۔

ف اس حدیث سے ثابت ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائہ ثلاثہ رضوان اللہ علیہم نے
 غنا و دف کے جاریہ سے سنا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دف بجانے کو دی اور
 یہ بھی ثابت ہوا کہ ایسا ہی نذہد کے ساتھ رہیں اس واسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر
 تو نے نذہد کی جو تو بجا اس حاجت مطلقہ فنا کے ساتھ دف ثابت ہوئی اگر فنا حرام ہوتا تو حضور
 صلی اللہ علیہ وسلم حکم ایسا نہ نذر کا غنا کے ساتھ فرماتے بلکہ واسطہ کفارہ نذہد کے ارشاد فرماتے
 اس واسطے کہ کفارہ عین دف و غنا حرام مخصوص بنفس قرآنی ہے ممکن نہ تھا کہ برخلاف اس کے آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم حکم فرماتے۔ اس مقام پر شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے قدس سرہ۔ ترجمہ مشکوٰۃ شریف میں
 یوں لکھتے ہیں۔ بلا کہ علما اور دونوں اختلاف است بعضی مباح دہشتہ اندہ مطلقاً و بعضی مباح
 داشتہ اندہ و رعایا و اعیان و مانند آن از سر و پای شروع و مذہب جمیع متاخرین است و بعضی مباح
 مباحل و اندہ و نذر فرقی نہ اندہ گفتہ اند کہ اول مکرہ است بانفاق و این حدیث دلیل با حرام ہے

دفعہ ہے کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مردہ ہو قاضی نذران و دفن بنذر واجب است و متفرقہ است
 کہ نذرانی باشد مگر بجز یک یا از جنس طاعت و قربت است و ایمن مذہب جمہود ایہست و نزد صفیائی
 است بدون آن مباح و نذر نزد مالہ مجاب مباح است و اما نذر بمعصیت جائز نیست باتفاق پس
 دلالت کرد حدیث بر اباحت ضرب دفن بلکہ بر بودن او مستحب و در یاقوت فیہ مجہدین است زیرا کہ سور
 بمقدم شریف رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سلامت و می قربت و عبادت است و دلالت کرد بر آنکہ
 سماع اصوات نساہت بنا مباح است اگر خالی باشد از فتنہ کذا قالوا و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تعرض
 نہ کرد بذر تعنی و ہمین فرمود کہ اگر نذر کردہ بزن دفن یا بجمت آنکہ تعنی و ذکر تاج دفن بود چون حکم
 دفن ذکر کردہ حکم سے نیز معلوم باشد یا بجمت آنکہ تعنی مباح است شبکہ کہست در دفن است
 اگر او نذر کردہ بکن - انتہا

تغنی زہے کہ اس حدیث میں جو لفظان الشیطان لیکن منہک یا عمر ہے اور نیز فقرۃ الشیطان
 کہ فیہ من غلب علی عمر سے جو دوسری حدیث میں ہر بعض اشخاص کو غلبان تین وجہ سے ہوتا ہوا ایک یہ کہ غیبت
 کو شیطان کے ساتھ تشبیہ دینے سے گمان اس بات کا ہوتا ہے کہ غنا حرام ہے دوسرے یہ کہ
 تعجب ہے کہ شیطان پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے خائف ہو اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے خوفناک
 ہو یہ کہ اس تعجب سے افضلیت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے او پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
 لازم آتی ہے - جواب اس غلبان کا یہ ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ضمن مدح
 حضرت عمر رضی اللہ عنہ میں خوف و ہراس جاریہ کو ساتھ خوف شیطان کے جناب فاروق رضی اللہ عنہ سے تشبیہ کی ہے
 اور یہ لفظ غنا کی معصیت ہونے پر دلالت نہیں کرتا اس واسطے کہ ضرورت نہیں ہے کہ ہر عمل شیطانی معصیت
 ہو اس واسطے کہ اطلاق عمل شیطانی کا او پر بعض فعل انبیاء علیہم السلام کے قرآن مجید میں آیا ہو یا کچھ
 ابن آیات سے ظاہر ہے قَوْمٌ مِّنْ لِّمَاءِ الشَّيْطَانِ اور نیز وَمَا الشَّيْطَانُ إِلَّا الشَّيْطَانُ

اور نیز فرماتا کہ مَوْتٌ تَحْتَ طَعْنِهِ قَالَ هَذَا أَرَأَيْتَ عَلَى الشَّيْطَانِ اِدْرَاجٌ مَكْنٌ ہے کہ افعال انبیاء علیہم السلام
 صحیت ہوں پس معلوم ہوا کہ ہر عمل شیطانی صحیت نہیں ہو مان البتہ ہر صحیت عمل شیطانی ہے
 ہر گاہ غناسلہ دف کے عمل شیطانی قسم بہا سکتے ہوا تو کچھ مخدع لازم نہیں آتا۔ آورد خوفناک
 ہونا جاریہ کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ہر سرہ خلفاء کرام رضی اللہ عنہم سے اگہ خوفناک ہونا اس کا خلیفہ
 ثانی رضی اللہ عنہ سے سبب تفضیل ایک کا دوسرے پر نہیں ہو سکتا اس واسطے کہ عام لوگوں کو جو خوف
 محسب اور دیر یا در کو تو ال سے ہوتا ہے وہ بادشاہ رحیم و صاحب خلق عظیم سے نہیں ہوتا اور
 انسان کی طبیعت میں یہ بات جلی ہوتی ہے کہ جس شخص سے آثار جلال اور ربط و مضبوط بہت وقوع
 میں آتے ہیں اور اکثر اوقات مواخذہ شدید اس سے ہموارات میں دیکھتے ہیں تو اس سے زیادہ
 خوفناک ہوتے ہیں اور اس کی گرفت سے بے خوف نہیں ہوتے بخلاف اس شخص کے کہ اس میں
 غلبہ صفت جمال کا زیادہ تر معائنہ کرتے ہیں۔ اور ہر گاہ شیطاں کا ایسی صفت نہیں ہے
 کہ جس سے تفاضل ایک کا دوسرے پر خیال کیا جاوے نظیر اس کی اذان ہے کہ حدیث صحاح میں آیا
 ہے کہ جب موزن اذان کہتا ہے تو شیطاں گوز کرتا ہوا ہاگتا ہے اور اثنا نماز میں ہر طرح کے دوسرے
 اور خطرہ ڈالنے میں درج نہیں کرتا ہوا اس سے لافہم نہیں مانتا کہ اذان افضل ہوتا ہے۔

حاصل کلام یہ کہ محمد اکرم حضرت عمرؓ سے بسبب جلالت اور شدت ادب کی کہ اسلام میں اونے
 زیادہ ملاحظہ کرتے تھے بعض امور میں کہ مباح ہوتے تھے عمل اس کے سے باز رہتے تھے۔ اور پوری نظر
 اس قہر کی حد حدیث ہر صاحب مشکوٰۃ نے باب مناقب عمر رضی اللہ عنہ میں لکھی ہوا مدعوہ ہے
 عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي دَقْنَسٍ قَالَ سَأَلْتُ عَنْ مَرْثِيهِ الْخَطَّابِ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ
 نِسْوَةٌ مِنَ الْمَرْثِيَةِ يَكُونُ وَيَسْأَلُهُنَّ عَالِيَهُنَّ أَصْلَ تَقْنَنَ فَلَا اسْتَأْذَنَهُ مَرْثِيَةٌ فَلَا تَحْتَ اَلْجَمَاعِ فَكَانَ
 عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ يَقُولُ قَالَ اَفْعَلُكَ اللَّهُ رُسُوكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور فرمایا کہ چہرہ زرد و آنکو یعنی زجر نہ کرو۔

وف اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کے روز زرد کیون کا گانا سنا اور بہرہ بریٹے رہے اور جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے زجر کیا حضرت عائشہ کو تو آپ نے فرمایا کہ سن کر ویہ دن ہماری عید کا ہے پس ثابت ہوا کہ وقت خوشی و مسود کے غنا سننا مباح ہے۔

حدیث نمبر ۱۸۸۱ م عن محمد بن حاتم عن محمد بن عمار عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فصل ما بین المحدث والکافر الذی والقتول فی النکاح رواہ الترمذی وابن ماجہ والنسائی روایت ہے محمد بن حاتم عن محمد بن عمار

کہ صحابی تھے قوم بنی حجاز سے وہ نقل کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرق ہے دو بیان ماحل کے کہ نکاح ہے اور حرام کے کذا ہے وف بجا نا اور آواز خوش وقت نکاح کے یعنی گانا اور نغمہ کرنا

روایت کی اس حدیث کو ترمذی اور ابن ماجہ اور نسائی نے مقصود اس حدیث کا یہ ہے کہ نکاح میں اعلان شرط ہے اور وہ دو قسم ہے ایک واسطے حاضرین کے کہ وہ بسبب حاضری گواہان کے حاصل ہوتا ہے دوسرے واسطے غائبین کے کہ وہ دن بجانے اور گانے سے حاصل ہوتا ہے۔

حدیث ۱۸۸۲ م عن عائشہ رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یحل نکاح ولا یحل نکاح ولا یحل نکاح رواہ الترمذی وابن ماجہ والنسائی روایت ہے عائشہ رضی اللہ عنہا

اللہ عنہا فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نکاح کا اگر نکاح کو اور سہرا اور اسکو مسجد میں کہ محل نزول رحمت الہی کا ہے اور بجاؤ اور ٹونکر دفون کو یعنی اعلان نکاح کا سا نذرانہ چیز دن کے کرو۔

وف مساجد میں گشت کرنا اور دن بجا نا اعلان نکاح کے واسطے حسب اتفاق مجہول تھا

محققین شرح ہے اسکے قیاس پر تمام اوقات خوشی میں اور عرس میں مباح ہے۔

حدیث ۱۸۸۳ م عن عائشہ رضی اللہ عنہا قالت دخلت علی قرطیہ بن کعب بن العلاء بن النضر بن

فِي عُرْسٍ وَإِذَا جَاءَ فَتَيْنِ فَقُلْتُ أَيُّ صَاحِبِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاجِلٌ بَدَلِي فَقَالَ
 هَذَا عِنْدَكُمْ فَقَالَ اجْلِسْ إِنْ شِئْتَ فَاسْمِعْ مَعَنَا وَإِنْ شِئْتَ فَادْهَبْ فَإِنَّهُ قَدْ رَخَّصَ لَنَا فِي النَّوَ
 حِنْدَ الْعُرْسِ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ كَذَا فِي الْمَشْكُوتِ - روایت ہے عامر بن سعد سے کہ کہا انہوں نے کہ داخل
 ہو امین اور پھر طبع بن کعب اور ابی مسعود انصاری کے ایک شادی میں وہاں لڑکیاں گاری تھیں بیٹھ
 اون سے کہا کہ ای صحابی رسول خدا کے اور اے اہل بدر تمہارے ساتھ اور تمہاری حاضری میں یہ غنا
 ہوتا ہے دونوں صاحبوں نے فرمایا کہ اگر تو چاہے بیٹھ اور ہمارے ساتھ اور نہیں چاہتا ہے تو
 تو جا تحقیق کہ رخصت دی ہو کہ واسطے اس لو کے شادی میں روایت کیا اس کونائی نے اور ایسا ہی
 مشکوٰۃ میں ہے یہ حدیث دلالت رکھتی ہے اس بات پر کہ بعد زماہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ
 کرام ہر وقت سرور اور خوشی کے باعث غنا پر استمرا اور استقامت رکھتے تھے اور نیز یہ بات یہ ہے
 کہ ہر لمو حرام نہیں ہے بلکہ اطلاق ہو گا فعل سابع پر ہی ہوتا ہے -

حدیث دواؤم رَوَى ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ عَنْ ابْنِ عُمَرَ فِي كِتَابِهِ صِفْوَةُ التَّصَوُّفِ بِسَنَدٍ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ
 بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا حَدَّثَتْهُ أَنَّكَ كَانَتْ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ امْرَأَةً
 تَعْنِي قَانِسَةَ ابْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَالْقَبِيلُ لَدَقَ وَقَامَتْ فَدَخَلَ عُمَرُ وَالنَّبِيُّ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْضُلُ فَقَالَ يَا بَنِي آدَمَ مَا أَضْحَكَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ لَهُ الْغَبَرُ فَقَالَ لَا
 أَتُحِبُّ حَقَّ لِمَا كَانَ يَمْعُرُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَيْمَمَ - روایت کرتے ہیں حافظ محمد علی
 طاہر کے اپنی کتاب صِفْوَةُ التَّصَوُّفِ میں ساتھ اسناد اپنی کے کہ مسلسل ہے عبد اللہ بن ابی ملیکہ تک کہا
 عبد اللہ نے کہ تحقیق عائشہ رضی اللہ عنہا نے حدیث کی اور کہ تحقیق ایک عورت رسول قبول صلی اللہ علیہ
 وسلم کے پاس تھی کہ وہ گاری تھی کہ ناگ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امانت حاضر ہونے کی چاہی اور وقت
 منہیں نہ دف کو ڈال دیا اور کڑی ہو گئی پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے اور وقت رسول قبول صلی اللہ علیہ وسلم

ہشتے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میرے جان باپ آپ پر فرمان ہوں کہ جس چیز کو آپ کبھی لایا رسول اللہ - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صورت حال کا ذکر فرمایا عرض کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہ میں جیتے وہ چیز ہر سنوں کہ جس چیز کو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے لیا یہاں سے جاؤ گا پس ملاحظہ فرمائیے غناؤں و عورت کا۔ وہ احتجاج کیا جاتا ہوا اس حدیث سے اور جائز ہونے غنا کے ساتھ دف کے غیر لازم عید و تقریبات سرور کے کو اسلئے کہ اس وقت کوئی دن عید یا کوئی مجلس ولیمہ وغیرہ کی نہ تھی اگر غنا یا دف حرام ہوتا تو اسلئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کے سننے پر اصرار کرتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود سننے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس کے سننے کی اجازت دیتے۔ اعلیٰ حضرت قمریہ بالا سے سننا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کا غنا ساتھ دف کے ایام تقریبات کو سرور اور بلا تقریب اور بغیر تخصیص زمان و مکان اور زجر اور ممانعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اونکے منع کرنے والوں پر استفاد ہوتا ہے اور یہ احادیث بالتحریج دلالت کرتی ہیں کہ مطلق غنا مع مزامیر کہ دف ہے مباح ہے اور کسی مسلمان کو الکار اسکا بوجہ فعل رسول مقبول اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے نہیں ہے اگر نہ کریں ان احادیث پر ہی یقین ذکر کر تو کھائی حدیث بعد ۴ یؤمونیون۔

فصل ثانی میں نقل آثار و اخبار کے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے سماع کو سنا ہے قال النسا ورونی فی الحکاو فی وصاحب البیان انہ کان یسمعون رضی اللہ عنہما جریبان قتیبہ کہ فیاذ کان وقت الطغر قال لہما ائسکتا یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس دو لوٹہ بیان تئیں کہ وہ گایا کرتی تئیں حضرت کے آگے جب مع ہوتی تو اوکو جو پکڑ لیتے تھے۔ اور عبد الرحمن بن عوف وغیرہ کہ عشر جسر و اور اہل صحابہ رضی اللہ عنہم سے مجھے سنے تھے اہل حدیث کے جیسا کہ روایت کی ہے ابو بکر بن ابی شیبہ نے مائتہ سندہانی کے مجلس ابی سلمہ بن اکبر ان کے پہنچنے سے اس طرح سے کہ ایک رات ملک نے دف بجایا اور گائے وہ اور عبد الرحمن بن جسد

ابن ابی وقاص و منزه بن عبد المطلب و عبد اللہ بن عمر اور عبد اللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہم کے اور یہ لوگ باوصف جلالہ تھے اور عظمت خان اور دوسرے تقویٰ کے غنا ساتھ دف کے سنا کرتے تھے بلکہ عبد اللہ بن جعفر مود کے ساتھ بھی سنتے تھے۔ اور قدوة العلماء و تاتارین شیخ عبد الحق دہلوی مدایع النبوت میں تحریر فرماتے ہیں کہ روایت کردہ شدہ است غنا و سماع آن از جماعہ کثیرہ از اکابر صحابہ کہ در ایشان چندی از معشرو بشرہ اند و ہم غنیہم از تابعین و تبع تابعین و دیگر علماء محدثین و علماء دین کہ از ارباب زہد و تقویٰ و علم و عبادت بودہ اند۔

اور زائد خلاف جناب امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ میں جمید نام ایک مغنیہ تھی اور سنی قسم کہانی تھی کہ میں کسی کے گم ہونے جاکر نہیں گاؤنگی مگر اپنے گم ہونے کاؤنگی حضرت عبد اللہ بن جعفر طیار کہ سماع ساتھ دف اور مود کے سنتے تھے وہ جمید کے گم تشریف لے گئے اور سنا گاؤں کا اور جمید سے کہا کہ تو اپنی قسم کا غفارہ دے۔

اور حضرت عبد اللہ بن جعفر کے پاس لونڈی تھی کہ وہ مود بجاتی تھی آگے اونکے۔ اور سعید بن المسیب کہ افضل تابعین سے ہیں اور اونکے ورع و تقویٰ کے ساتھ مثل دی جاتی ہے وہ غنا سنتے تھے۔ اور سالم بن عبد اللہ بن عمر اور قاضی شریح باوجود جلالہ اور کبر سن کے غنا کنیزکان سے سنتے تھے۔ اور عبد الملک بن جبریل کہ علماء حفاظ و فقہاء و عباد کا اجماع اونکی عدالت و نبلا ت پر ہے وہ غنا سنتے تھے اور اسکان کو خوب جانتے تھے۔

صاحب تذکرہ حکایت کرتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ و سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہما سے پوچھا گیا کہ غنا کا کیا حال ہے فرمایا کہ فائدہ کبار سے ہے اور نہ صغائر سے اور نقل کیا گیا ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کے ہمسایہ میں ایک شخص تھا کہ ہر رات وہ اپنے گھر پر گاتا تھا اور امام صاحب کان اوس پر لگا کر سنا کرتے تھے ایک رات اس کے گانے کی آواز نہیں سنی صبح کو دریافت کیا تو اسکی اہل خانہ نے کہا کہ ایک اہتمام میں داخل ہو

جو کہ قید خانہ میں بیجا گیا ہے اسوجہ سے اسکی رات آپنا وکی آواز نہیں سنی یہ سکر امام صاحب نے حملہ اپنا
باندھا اور حاکم وقت کے پاس تشریف لے گئے اور ان شخص کی سفارش کر کر قید خانہ سے اسکو رہا کرایا۔ یہ حکایت
دلائل کرتی ہے کہ امام صاحب باوجود تقویٰ اور ورع کے ہر شب غنا سنتے تھے اور نہی اسکو نغز ملتے تھے
اس سے واضح ہوتا ہے کہ اسونکے نزدیک سنا غنا کا مبلع ہے برعلاں اسکے جوامام صاحب سے روایت
کی جاتی ہے وہ متعلق اس غنا سے ہے جو معتز بن فہش ہو۔

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے سنا غنا کا پوچھا گیا اونہوں نے جواب میں حکایت ہمایہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ علیہ
کی بیان فرمائی۔ اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ مجلس اہل تشیعہ میں تشریف لے جاتے تھے وہ ان غنا سنتے تھے
اور رویا کرتے تھے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا اسلئے کے معاملہ میں توفریا کہ میں اپنے شہر میں اہل علم کو اسکا منکر نہیں کہتا
اور فرمایا کہ منکر اسکا نہ ہوگا اگر عاصی یا جاہل یا عاقل غلیظ الطبع۔ امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر
فرمایا کہ جو قہریم غنا مذہب شافعی کا نہیں ہے اسلئے ابو منصور بغدادی نے کہا ہے کہ مذہب امام شافعی رحمہ اللہ
علیہ اباحت مملع کا ہے اور ابو منصور بغدادی یونس بن عبدالاعلیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ امام شافعی
ایک مجلس میں اسکو اپنے ہمراہ لے گئے وہ ان ایک قیشہ یعنی ڈوڑنی گارہی تھی جب فارغ ہوئی امام نے
اون سے پوچھا کہ تھے اسکو خوش کیا یا نہیں یعنی کہنے لگا اسکو دیا یا نہیں اونہوں نے کہا کہ نہیں امام
نے فرمایا کہ تمکو جس معیج نہیں ہے۔ بالحد قول اور فضل امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے اباحت غنا کی
پائی جاتی ہے جو صحیح اور سکی۔ روایت ہے ابو العباس فرغانی سے کہ اونہوں نے کہا کہ جیسے صلح بن احمد
بجھل سے سنا کہ میں مملع کو دوست رکھتا ہوں مگر میرے باپ لوس سے ناخوش ہوتے تھے ایسا کہ اب
میں نے جہانگاہ الدیر سے سو گئے میں نے ابن جناح سے کہا کہ تو کچھ گھلاؤس نے گھانا شروع کیا میں نے
آواز پائی کوئی کی کو شے پرستی جسکے نیچے وہ گارہا تھا پورا کر دینے دیکھا تو امام احمد بن حنبل میرے والد

ہلائی یا مٹا سکتے تھے اور میں ایسا ہیچے بھل کے تھا اور اس طرح سے چلتے تھے کہ گویا وہ تھیں کوئی نہیں اور بعض نے روایت کی ہے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہ وہ فرماتے ہیں کہ اگر تمنا آتی ہے اور تنہی کرے واسطے دفع وحشت کے اپنے نفس سے تو لا آہ اس پر یعنی کچھ مضائقہ نہیں ہے۔

اور اوستلو ابو القاسم قشیری کو شیخ ابو طالب کی شیخ شہاب الدین ہروردی کی تصانیف تو لا وغیرہ حالات کرتی ہیں اور اباحت سماع کے اور حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتے تھے کہ اس طائفہ پر رحمت آئی تین مقام پر نازل ہوئی ہے ایک کہانے کے وقت سوا سطلے کہ یہ نہیں کہاتے گرامات فاقہ میں دوسرے وقت مکالمہ انکے کے سوا سطلے کہ نہیں بولتے گرامات صدیقین و انبیاء و مرسلین میں تیسرے وقت سماع کے سوا سطلے کہ یہ سماع ساتھ و جدا و شہود حق کے سنتے ہیں۔

پس ثابت ہوا کہ سب اور غنا مطلق حرام نہیں ہے بلکہ مباح ہے اور زائد رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ کرام اور تابعین اور تبع تابعین اور ان کے بعد ہم عمر اور زمانہ میں اب تک علماء وفقہاء و فقراء و صالحین اسکو سنتے آئے ہیں اور برکات اور فیوضات جو اس سے حاصل ہوتے ہیں اوکو وہی جانتا ہے جو اسکو حاصل ہوتے ہیں مصرع ذوق این مویہ شناسی بخدا تانہ چشی۔

حقیقت حال اور فضا اختلاف اسسلسلہ میں یہ ہے کہ سرود تار آلات و مزامیر بجا نواز قادیم میں کاروبار بقیملان و لامیان اور فاسقان و شراب خواران کا تھا اسی واسطے حدیث صحیح میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں بھیجا گیا ہوں اور حکم کیا گیا ہوں کہ محو کروں اور توڑوں میں معاذ اللہ کہ نام آلات و مزامیر طلب ہے کا ہے اور فی کروں میں پینے شراب اور زنا سے۔ اور زائد رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم میں وقت شراب خواری کے لوگ مزامیر بجاتے تھے اور وہ شراب خواری کے لئے اوکو سکولہ اور تیلہ ہو جاتے تھے اور نیز شراب پیکر اس کلام میں اپنی اجات غفل کرتے تھے ہر گاہ کہ یہ تحریر خیر خداوند تعالیٰ نے نازل فرمائی کہ صلی اللہ علیہ وسلم نے استعمال ظروف اور برتنوں میں ختم معرفت و تہذیب و بآ سے ہی جن میں شراب

رکھی جاتی تھی منع فرمایا چند عرصہ تک یہ ممانعت استعمال ظروف کی رہی جب مسلمان بخوبی آگاہ اور واقف
حرام ہونے شرب کا ہو گئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ظروف مذکورہ کے استعمال کی اجازت
دی اسی طرح سے حال معارف کا ہے چونکہ وہ داعی طرف شرب بخاری کے تھے لہذا اوکی بھی نعمت
ہوئی اسوجہ سے لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ کل معارف اور مزامیر اسلام میں حلال کلمہ حرم لذات ان میں
نہیں ہو بلکہ دوسرے کی وجہ سے ممانعت اسکی ہوئی تھی بعد تحقیق حشر شرب جب اجازت استعمال ظروف
شراب ہوئی اور حال ظروف اور مزامیر کا ایک تہا یعنی حرم لذات اس میں نہ تھی بلکہ بغیر و تھی اسوا اجازت
استعمال ظروف سے اباحت مزامیر کی بھی پائی گئی بعد اسکے دو فرقی ہو گئے ایک نے خیال کیا کہ یہ عادت
اور نشان اہل فسق کا تھا احتیاط کی ایک نظر اور پر مبنی اور حقیقت حال کے ڈال کر مباح ٹھہرایا۔

مذہب تحقیق یہ ہے کہ جو غنا خواہ بلامزامیر ہو یا با مزامیر غیر ممنوعہ اور وہ طہی یعنی باز رکھنے والا صوم
وصلوۃ واذکار وادوار وغیرہ ہو وہ بے شک لہو میں داخل سہا و زنا جائز ہے۔ اور جو غنا یا سہا
کہ جسکے سننے سے توجہ امد کی طرف ہوا اور کاروبار دنیا سے باز رکھے اور حقوق اللہ تعالیٰ کا پیدا
کے وہ غنا مباح بلکہ مستحب ہے۔ اعاذیث و اقوال و افعال بزیرگان جو صلت اور مباح ہونے
غنا و مزامیر یعنی دکن کین دلالت کرتے ہیں وہ اوپر لکھے گئے۔ جو دلائل منکرین واسطے حرم
غنا کی پیش کرتے ہیں وہ مختصر مع جواب کے ذیل میں لکھے جاتے ہیں۔

فصل سوم بیچ بیان دلائل منکرین اباحت مصلحہ اور انکھ جواب میں

منکرین اباحت سماع ان آیات سے استدلال کرتے ہیں اَوَّلَ مَا مَنَ النَّاسُ مِنْ يَمْنَةٍ يَوْمَ تَكُونُ
لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَيُغْنِيَ عَنْهُمْ اُولَئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ یعنی بعض آدمیوں کا
وہ لوگ ہیں کہ خریدتے ہیں بازاری کی باتیں تاکہ گراہ کریں آدمیوں کو راستہ خدا سے بغیر علم اور برہان
کے اور پڑتے ہیں قرآن کو بازاری یہ لوگ ہیں کہ انکے لئے عذاب ہے خوار کرنے والا۔

اہل تحریک کہتے ہیں کہ یہ آیت کریمہ غنا مطبق میں نازل ہوئی بلکہ مزید ہو یا باقر امیر اور سیدنا علیؓ کو تھے
 بین کہ بعض مفسرین نے عہد امتداد بن مسعود و عہد امتداد بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ مرسلو
 لہو و بیض سے غنا ہے۔ جواب اسکا یہ ہے کہ یہ آیت اول رکوع سورہ لقمان میں ہے تلم مفسرین
 مثل میثاقی و حسینی و صاحب معالم التنزیل و احمدی وغیرہ لکھتے ہیں کہ شان نزول اس آیہ کا یہ ہے کہ
 نفرین حارث شمر کفار س کی طرف تجارت کو گیا تھا وہ ان سے قصہ اسفندیار اور رستم کا خرید کر کر
 لایا اور مجمع قریش میں اس کو پڑھا کہ سب لوگ شیعہ اور فرقہ ہوئے شمر کو اپنے لاف اور گزاف
 کے ساتھ یہ کہنے لگا کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم قصہ عاد و ثمود و عجلت ملک سلیمان و داؤد کی خبر دیتے
 ہیں تو میں بادشاہان مجسم کے قصے اور ان کی مملکت کا حال بیان کرتا ہوں اور کے حال میں یہ آیت
 نازل ہوئی اس کو صحت چرمت غنا پر اصلا دلالت نہیں ہے اور تفسیر بیضاوی اور ربغوی میں بلفظ
 یہ لکھا ہے وَقِيلَ كَانَ يَشْتَرِي الْقَبِيلَ وَكَانَ عَلَى مَعَاذِكُمْ مِنْ أَرَادَ الْإِسْلَامَ وَمُنْجَاهُ عَنْهُ مِثْلُ
 کہ گیا ہو کہ نظار حارث نوذیان خرید کیا کرتا تھا اور جو شخص ارادہ اسلام لانے کا کرتا تھا اس کے پاس اور
 نوذیوں کو واسطے مباشرت کے بھیجتا اور مانع ہوتا تھا اسلام لانے سے۔ اور دیگر مفسرین نے
 جو اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے واسطے تنبیہ اور آگاہی منکرین کے نقل کیا جاتا ہے۔

قال فی تفسیر المحتاق۔ مَا يَشْغُلُ عَنِ اللَّهِ ذِكْرُهُ وَسَمَاعُهُ فَهُوَ كَلِمَةُ الْحَدِيثِ۔ وَفِي تَفْسِيرِ الْعُرْسِ
 الْإِسْرَارُ فِي لَهْوِ الْحَدِيثِ إِلَى طَلَبِ مَلُومِ الْفَلَسَفَةِ مِنْ هَلُمِ الْكَلْبِيِّ وَالزِّيَافِيِّ وَهَلُمِ الْكَلْبِيِّ
 وَالزِّيَافِيِّ وَأَبَا طَلِبِ الزَّنَادِقَةِ وَزَهْرَةِ قَوْمِ لَانَ هَذَا كُلُّهَا مُصْلَحَةٌ لِلْخَلْقِ۔

پس اس آیت سے مطلق غنا کی حرمت ثابت نہیں ہوتی۔ اور سکرین کا یہ بھی ایک قول ہے کہ یہ آیت
 تاریخ اور احادیث کی ہے جس سے اباحت اور حلت غنا کی پائی جاتی ہے اسکا جواب یہ ہے کہ سورہ
 لقمان مکی ہے اور احادیث جو دلالت اور حلت یا اباحت غنا کی کرتی ہیں ان کو ضروری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

رضی اللہ عنہما سے عین اور اون میں حالات اور واقعات مدیہ طیبہ کے بیان کئے گئے ہیں پس کیونکر ہو سکتا ہے کہ یہ یا نہ یا اور نہ یا حدیث اور معاملات کی موجود مدیہ طیبہ میں واقع ہوئے۔

اسی تائید میں سے احتجاج حشر غنا پر نکرن کرتے ہیں یہ ہے اَقْنُ هَذَا الْحَدِيثِ تَجِبُونَ وَتَهْتَكُونَ وَلَا تَتَكَلَّمُونَ وَأَنْتُمْ مُسَلِّدُونَ یعنی اس حدیث سے یعنی قرآن سے تعجب کرتے ہو تم از روی اٹھار کے اور ہنستے ہو تم از روی استہزاء کے اور نہیں رو تے ہو تم خون و عید سے اور تم بانسی کرنے والے ہو یا غافل۔ منکرین کہتے ہیں کہ سادہ و نشتق ہے سود سے جو یہی غفلت کے ہے پس یہ آیت دلالت

کرتی ہے طلق غنا کے حرام ہونے پر۔ جواب یہ ہے کہ صاحب بیضاوی نے سادہ و نشتق کے معنی لاہون اور تنکرون کے لکھے ہیں اور یہ لکھا ہے کہ یہ مشتق ہے مِنْ تَهْتَكُ الْبَعْدُ فِي مَسِيحٍ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ اسکو غفلت سے کچھ مناسب نہیں ہے اور اگر سادہ و نشتق کد سے جو یہی غنا ہے فرض کریں تو یہ طلب ہوگا کہ سرود بیت باز کہنے سماعت قرآن سے ممنوع یا مکروہ ہے تو یہ مخالف ہمارے نہیں ہے اس واسطے کہ یہ بھی ایک سبب ہوگا اسباب منکرہ سے کہ وہ بالاتفاق حرام ہے پس کہاں ہی اس آیت سے دلالت اور پر حرام ہونے کل غفلت کے خصوصاً اس غنا پر جو مذکر آخرت اور شوق یا دلوں کا ہو۔

آیت ثالث جسکے ساتھ احتجاج حشر غنا پر کرتے ہیں یہ ہے کہ سورہ بنی اسرائیل میں واقع ہے۔
وَأَسْتَفْزِمُ أَنْ أُسْطَفِعَ عَنْهُمْ بِصُورَةٍ وَأَطْلُبُ عَلَيْهِمْ بِخَيْلٍ وَرَجُلٍ وَسَارِكُهُمْ فِي الْأَمْوَالِ
وَأَوَكَّدُ وَعِلْمُهُمْ وَمَا يَعْبُدُهُمُ الشَّيْطَانُ الْأَعْرُورُ اَرْمِيہ ہے کہ یہاں سے تو ہکا بکا کے ان میں سے
آواز انہی کے اور کہیں لار پر اونکے سواروں اپنوں کو اور پیادوں اپنوں کو اور شرکے بن اور ہکا
مالوں اونکے کے اور اولاد انکی کے اور وعدہ دے اونکو اور نہیں ہے وعدہ دینا شیطان کا
اونکو مگر فریب۔ وجہ استدلال میں یہ کہا جاتا ہے کہ صوت سے مراد غنا اور طرب ہے جواب
اسکا یہ ہے کہ تمام کتب تفاسیر میں معنی صوت کے آواز اور شمول ہا و کا ساتھ دوسرا دوسرا کہے لیکن

اگر صحت سے غنا مارا دیا جاوے تو حین غنای محرم مراد ہوگا بمقتضای مقام کے کہ میان طہریت
مگر ای شیطان کا ہے غنای مطلق کی حست کے لئے کب اس آیت سے استدلال ہو سکتا ہے۔

جو تھی آیت جس سے استدلال حست غنا پر کیا جاتا ہے یہ ہے۔ **وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عَنِ الْبَيْتِ
الْأَمْكَاهُ** اَوْ **تَصَدِيقَهُ** یعنی یہ ہیں کہ نہیں ہے نماز مشرکوں کے نزدیک غنا کعبہ کے گریٹھی بجانا
اور تالی بجانا وہ استدلال میں کہتے ہیں کہ ہر گاہ سیشی بجانا اور تالی بجانا ممنوع ہوا پس غنا کہ خالی
اوس کے نہیں ہوتا بطریق اولیٰ ممنوع ہے۔ جواب اسکا یہ ہے کہ ممانعت دستک زنی اور صغیر
سے ایک مقام خاص پر یہ ضرور نہیں ہے کہ سب وقت اور سب جگہ یہ امر ممنوع ہو چنانچہ دستک زنی
عورت کا جو خارج نماز سے ہو درست نہیں ہے مگر عین نماز میں اگر او کو ضرورت پڑے تو جائز ہے
اس طرح سے دستک زنی کرے کہ پہلی ایک ہاتھ کو اوپر پشت دست دوسرے ہاتھ کے مارے
ایسا ہی شیخ محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ میں بجواب استدلال کرنے اس آیت کے لکھا
ہے وہ ہوا۔ **وَالْأَمْسِدَ كُلُّ أَنْ النَّصْدِ يَكُونُ مَكْنُوعًا وَالْفَنَاءُ لَا يَخْلُو عَنْ النَّصْدِ يَكُونُ**
فَاتٍ مِنْ مَنَعَتِهِ فِي مَالِهِ كَخُصُوصِهِ لَا يَلْزَمُ مَنَعُهُ فِي سَائِرِ الْأَوْقَاتِ وَالْمَقَامَاتِ وَلِهَذَا
يُجُوزُ لِلْمَلِكِ فِي الصَّلَاةِ غُرْبُ الرَّاحَةِ عَلَى ظَهْرِ كَفِّهَا إِذَا نَابَهَا بَشَرٌ وَلَا يَجُوزُ فِي غَيْرِهَا وَ
مَا كَانَ الْبَيْتُ مُسْتَلَاوًا طَوَّافًا بِهِ صَلَاةٌ مُعْتَمَدَةٌ عَلَى الْإِثْمِ۔

پس مدعی حست غنای مطلق کو واجب ہے کہ ایسی آیت پیش کریں کہ جس سے غنای مطلق کی حست
ثابت ہو اگر ایسی آیات مارا دیا غیر ظاہر غنی سے استدلال جائز ہو تو آیات جکا ذکر شروع میں ہے
کیا نزل **الَّذِينَ يَسْتَفِيقُونَ الصَّلَاةَ فَهُمْ عَلَى خَيْرٍ مِمَّا يَتَذَكَّرُونَ** اور **وَإِذَا سَمِعُوا أَمْرًا نَزَلَ إِلَى الرُّسُلِ**
تَرَى أَعْيُنَهُمْ تَفِيقُ مِنَ الدَّلَامِ عَمَّا فَوَّارَ مِنَ النَّحْيِ اور نیز دیگر آیت مثل اسکے جن سے علی غلام راوی
بطریق اولیٰ واسطے ابطال حست کے برہان قاطع ہو سکتی ہیں۔

احادیث جو اہل تحریم پر پیش کرتے ہیں چار قسم کی ہیں ایک وہ کہ کتب اہل حدیث میں اس کے ضعیف ہونے یا ایک کے عدم صحت کے یا اس کے مضموع ہونے کی تصریح ہے دوسرے وہ کہ کتب محل میں وہ حدیث باقی نہیں باقی جن کتابوں میں وہ روایت کی گئی ہے اس کے متبرہ ہونے میں محدثین کو کلام ہے تیسرے وہ کہ کتب احادیث میں اس کا پتہ نہیں ہے تعصباً سنکرین نے اختراع اور اقرار کر کر شہرت دی ہے۔

چوتھے یہ کہ وہ حدیث کتب صحیح میں باقی جاتی ہیں مگر بوردا کا خاص ہے یعنی وہ حدیث مذرت یا حرمت غنای میں بہترین بنکرات ہے وارد ہوئی ہے اور انھما نے اس کو مورود عام پر لے جا کر صلی الاطلاق اس حرمت بھی ہے۔ اور احادیث کو بولوی نور احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب لقب بنی فرائض میں تیسرے باب میں مفصل مع ان کی جواب کے تحریر فرمایا ہے چونکہ وہ کتاب چھپ گئی ہے لہذا جو بطوات ان اور اوراق میں اس کو نہیں لکھا جاتا اس کتاب کے ملاحظہ سے بخوبی معلوم ہو سکتی ہیں۔

پس نفی اور غنا کہ یعنی سہہ و دکنہ کے ہیں اور صلی بکسر یعنی سننے قول جمیل یعنی کلام موزون کہ ساتھ حسن صوت کے ہو مطلقاً حرام نہیں ہے بلکہ جو صلی ایسا ہو کہ غیر محبت اعلیٰ اور متابعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے اور دنیا اور کار دنیا سے بیزاری پیدا کرے اور توجہ الی اللہ کا باعث ہو وہ صلی طاعت ہے اور صلال ہے ان حالت وہ صلی کہ ملی ہو یعنی باز رکھنے والا ہو صوم و صلوة اور اذکار سے اور غیر ہو طرف امور شہوانی کے اور مذکر ہو شراب وغیرہ کے لئے جیسا کہ نداء سابق میں عادت فساق و اہل دنیا کی تھی وہ حرام ہے اور ایسا سماع ہی حرام نہیں ہے بلکہ جو چیز سے باز رکھنے والی ہو یا عادات وہ کل علم میں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتْلُوا كُتُبَكُمْ وَلَا تَتْلُوا كُتُبَكُمْ عَن ذِكْرِ اللَّهِ**۔

اگرچہ احادیث اور اقوال بزرگان سے علت اور مباح ہونا سماع کا حسب مذہب بالاسن و وجہ ثابت ہوا اگر بعض اشخاص اس طرح سے کلام کرتے ہیں کہ مطلق سماع مباح ہے مگر جو سماع کہ مراد میر کے ساتھ ہے وہ حرام ہے اس واسطے ضرور ہے کہ کچھ حال مراد میر اور سازن اور ملائی اور صاحب کا لکھا جاوے۔

فصل چارم بیچ بیان مزامیر کے۔ معنی لہو و لعب و مسرت و حرم کے بیان کئے جاتے ہیں
 واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ فی القاموس لہا لہو بازی کرنا لہی و آلہا بازی کنیاں و آبان بازی۔
 اللہ تعالیٰ آلات بازی اللہ فی القاموس لعب یلعب کعبا و لعبا بازی کرنا و بعد المعازف
 آلات لہو و غیرہ کبیریم کو کہیں آواز حسن و جبر سے کہ شیدہ شود و ربا دیہ بشب و سبئی آواز بلونہ
 آمدہ کذا فی القاموس۔ ایضا ما مشتق ہے زمر سے فی القاموس۔ زمر یزمر زمرا
 و زمر یزمر زمرا نواخت نے را زامیر زن نے نواز زمرا کشداد نے نواز
 یہ معنی لغوی الفاظ کے ہیں مگر عرف میں لہو و لعب دونوں بازی کے معنی میں مشہور ہیں لیکن
 محققین نے ایک فرق قیق دونوں میں بیان کیا ہے وہ یہ ہے کہ جو چیز ایسی ہو کہ اس کا کتاب
 میں ایک غایت مقصود ہو جیسا کہ تاش خاطر اور تفرج طبع و تشریط دل اس کو لہو کہتے ہیں جیسا کہ
 جانوروں کو پالنا اور گھنٹہ مضرخ و نرد و غیب کھیلنا اور جو چیز ایسی ہو کہ اس کے ارتکاب میں
 کوئی غایت ملحوظ نہ ہو اور نیز تصور مقصود اس کے ساتھ شغل کرین اس کو لعب کہتے ہیں اور شرع
 شریف میں لہو و لعب کے لئے ایک حکم نہیں ہے بلکہ ہر قسم کے لئے حسب حیثیت و اعتبار اور بلحاظ اس کے
 غایت کے احکام مختلف ہیں۔ علی ہذا القیاس مزامیر اور معازف عرف عام میں یہ معنی ساز و آلات
 فنا کے مشہور ہیں لیکن اہل تحقیق کہتے ہیں کہ مزامیر وہ چیز ہے کہ منہ سے بجائی جاوے جیسے نئے و
 بانس و مرنا و قرقنا ہے۔ اور معازف وہ ہے جو ہاتھ سے بجائی جاوے مانند دف و طبل
 و عود و ستار و تنبور و تار و غیرہ کے۔ پس سب مزامیر اور معازف کے لئے ایک حکم شرع میں نہیں ہے
 علی الاطلاق سب معازف اور مزامیر کو حرام کہنا جہالت اور سفاہت ہے علمی محققین نے
 بعض کو مستحب و سنون کہا ہے اور بعض کو حرام کہا ہے اور بعض میں سکوت کیا ہے
 ہر ایک کی تفصیل آگے آتی ہے۔

فصل پنجم بیان اقسام و احکام مزامیر کے

چونکہ معارف اور مزامیر عرف عام میں بسنی ساز و آگ غنا کے شہرت رکھتے ہیں مگر اہل شریع کے ہوتے ہیں حدود معارف اور مزامیر اور آثار میں باختلاف بہت ہے اس واسطے حکم ہی اور کئے مختلف ہیں یہ بیان کرنا کہ یہ ساز بایط سے ہے یا مرکب ہے اور کس نے اسکو ایجاد کیا اور کب ایجاد ہوا اور فائدہ اور کما کیا ہے ہرگز ضرور نہیں ہے اور کما مذہب اہل بحیثیتی پر ہے مگر جن میں اہل شریع نے گفتگو کی ہے وہ مزامیر از روئے عقل چار قسم ہیں ایک وہ کہ تار رکھتا ہو ردوہ یا ریشم خواہ آہنی یا برنجی جو اہل منہ اور سکو تتری کہتے ہیں جیسے کہ بین اور طنبور اور رباب اور قانون وغیرہ ہیں دوسرے یہ کہ تار نہ رکھتا ہو اور چترے سے منڈا ہوا ایک طرف سے یا دونوں طرف سے اور سکواندہ کہتے ہیں مثل نقارہ و طبلہ و طبل و مردنگ و دائرہ و دف و غیرہ تیسرے یہ کہ تار اور چتر لاؤ نور کتا ہو دوسرا کو لاکر بجا دیں اور وہ مجھوت ہو اور سکے اندر کوئی چیز ڈالیں کہ اسکی حرکت سے آواز دے اور کو گن کہتے ہیں مثل جابجہ و بھرہ و گونگر و گوندہ یا اس کے اندر اہل صناعت ایسی چیز ڈالیں کہ اسکی تھوڑی حرکت سے بوسیدہ آفات و اجزائے اندرونی کے خود بخود آواز دے جیسے ارغنون ہے کہ انگریزی میں اسکو گرنگن کہتے ہیں جو تھہرے کہ دم کی کشش سے منڈ سے بجا دیں اور سکواہل ہند سنکر کہتے ہیں مثل نے و شہانہ و سرنای و قرنائی وغیرہ وغیرہ۔

اب مدعی حرمت مزامیر سے پوچھا جائے کہ آیا ہر چار قسم کے مزامیر مکمل الاطلاق حرام اور گناہ کبیرہ وہ کہتے ہیں یا بعض قسم کو ہجوم انواع یا بخصوص افراد کے ہر دو صورت میں تین وجہ سے منع اور نکلے قول پر وارد ہو سکتی ہے اولاً یہ کہ تعریف کبیرہ کی ادھر صادق نہیں آتی اس واسطے کہ کبیرہ وہ ہے کہ حرمت اسکی دلیل قطعی سے جس میں شبہ نہ ہو ثابت ہو اور ایسی نفس مرتضیٰ مطلق مزامیر یا اسکی جنس مخصوص میں غیر مسلم ہے یا ان بعض احادیث صحیح میں مذمت مختلف معارف

بشمول حرمت غم وغیرہ شاعرا بیت کے آئی ہے مثل حرمت مستم و حرف و غیرہ و بآئینہ شہاب کے
لیکن یہ حرمت عارضی ہے ہر گاہ حرمت شراب بخوبی ثابت اور تحقیق ہوئی احتیلاع واسطی قلع و قمع اور سکے
انکار اور ملامت کے نہ رہی مکمل نئی مذاکرات شراب کا بھی باقی نہ رہا چنانچہ ظروف شراب کے اباحت فقہاء
محدثین کے نزدیک مشہور و معروف ہے اور مزامیر مثل ظروف کے میں بیچ حکم منع ہونے حرمت
عارضی کے۔ اور حرمت عارضی ہر چیز میں حاصل بلکہ طاعت اور قربت میں عارض ہوتی ہے مثلاً
نماز کہ حالت جنب و قعدہ یا میں حرام ہوتی ہے اور بھجہ اوقات مکروہ میں حرام ہوتا ہے لکھا کہ ماخذ
اور دوا کا بنیت تحصیل قوت زنا کاری کے حرام ہوتا ہے باوجود اسکے حرمت کذا فی او کی بطور مطلق نماز
و بھجہ و غذا و دوا کے سرایت نہیں کرتی۔ دوسرے یہ کہ مکمل کبیر اور مکمل غنا و مزامیر میں بہت تفاوت
ہے کہ واسطے کہ مرکب گناہ کبیرہ کا سوانح و عید کے سخی عذاب و عقاب کا ہوتا ہے اور جو شخص مرکب
مزامیر کا ہوتا ہے اسکے لئے شریع میں بجز اسکے کہ لا تقبل شہادۃ من یلعب بالطغور و من یلعب
للبانس اور کوئی شہادت وارد نہیں ہوئی اور بہت امور میں کہ اونکی وجہ سے سقوط عدالت شہادت
سے ہوتا ہے یعنی اونکے مرکب کی شہادت مقبول نہیں ہوتی اور کبار میں نہیں شمار کئے گئے مثلاً میری شکم
پہ ایک لقمہ زیادہ کھانا اور سہا زار کھانا اور راستہ میں پیشاب کرنا وغیرہ امور خبیثہ میں جن سے عدالت
کو او کی ساقط ہوتی ہے اور کچھ وعید واسطے عذاب و عقاب کے اسکے حق میں وارد نہیں ہے اور چونکہ
مطلق نماز و مزامیر کا سننا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو چکا تو وہ امور خبیثہ میں شامل نہیں ہو سکتا
چہ جملے کہ سعیت اور گناہ کا لفظ اسبہ اطلاق کیا جاوے۔

تیسرے یہ کہ اختلاف تقدیر میں و متاخرین فقہاء محدثین میں بیچ حلت و حرمت انواع و مواضع و مزامیر
میں برابری قاطع ہے اس بات پر کہ کوئی نص صحیح او کی مطلق حرمت میں ثابت نہیں ہے کیونکہ جس
چیز کی حرمت نفس قطعی قرآن یا حدیث سے ثابت ہوتی ہے لو کی تمام انواع اور افراد کے لئے

مرست متفق علیہ تمام مجتہدین کے نزدیک ہوتی ہے مثل زنا و سرقت و قتل و اکل مکہ و مانند اس کے ہر گاہ سب روایات فقہ حلت اور حرمت اقسام مزامیر میں اختلاف کا واقع ہونا ثابت ہوتا ہی پس معلوم ہوا کہ کوئی نفس قطعی حرمت مطلق یا جنس مزامیر میں وارد نہیں ہوئی اس وقت میں مزامیر ہی مثل غنا کے مختلف اور مجتہد فیہ پائے گی اور انکار اور ارتکاب امر مجتہد فیہ میں نہ قاسق ہوتا ہے بلکہ دستمل اس کا کافر ہوتا ہے۔

فِي الْفَوَائِدِ اسْتَفْتَى الْإِمَامُ عَيْنُ الدِّينِ عَنْ سَمَاعٍ مَنِعَ فِي زَمَانِنَا مَعَ الْأَيِّ قَالَ لَا تَهْمُكَ مُسَامٌ وَقَالَ مُجْتَمِعُ الْعَصْرِ وَالزَّمَانِ إِمَامُ فَخْرُ الدِّينِ شَيْخُ زَيْنِ رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ لَمْ يَرَامِيرَ مُوجِدٌ لِلْأَصْوَاتِ الْمَوْزُونَةِ فَلَوْ بِالْإِنْفِصَالِ إِلَى نَفْسِهِ مُبَامٌ وَذَكَرَ الْإِمَامُ أَنَّ الْكُفْرَ يُجْلِبُ الْغَيْرَ وَهُوَ التَّذَكُّرُ عِنْدَ غَرْبِ الْفَخْرِ كَمَا رَوَى الثَّقَاتُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا لَحُزِمَ الْغَرْبُ حَرَّمَ الْمَرَامِيرَ إِذَا النَّاسُ يَضْرِبُونَ وَقْتُ شَرْبِهِمْ فَحَرَّمَ شَرْبَهُ لَتَذَكُّرِهِ أَيْضًا وَهُوَ قَبْلُ لِعَقْفٍ فِي غَيْرِهِ فَإِذَا كَانَتْ هَذِهِ الْمَقْصُودَةُ يَفْقَدُ الْحَرَمَةَ أَيْضًا وَلِهَذَا يُبَامُ غَرْبُ الذُّفِّ فِي الْحَرْبِ وَالْعُرْسِ وَغَرْبُ الضَّغِيرِ لِلدَّوْقَاتِ الْخَمْسِ مَجْمُوعًا أَنَّ الْحَكْمَ يَتَغَيَّرُ بِهِ تَغْيِيرُ الْعِلَّةِ وَإِذَا كَانَتِ النَّفْسُ مُنْزَعَةً بِالصَّوْتِ الزَّكَامُ شَافَهُ تَلْشَاؤُهُ تَعَالَى فَأَصْوَاتُ الْمَرَامِيرِ دَاجِيَةٌ مِمَّنِ الْكَلْبُ إِلَى الصَّفَا وَمُرْفَعَةٌ مِنَ السِّفْلِ إِلَى الْعُلَى إِذَا الْخَمْسُ مُوقُودَةُ الْأَرْوَاحِ وَقَوْلُهُمَا فِي قَالِمِ الْمَلَكُوتِ تَرْجَمَ فَتَادَى لَوَامِدِ مِمَّنْ مَرُورِي هِيَ كَمَا مَعِينُ الدِّينِ سَاسْتَفْتَى كَمَا يَأْتِي أَوْسُ مَلْعَ سَ جَبَا كَمَا هَارِ سَ زِلْزَلِ مِمَّنْ سَ آتَاتِ كَمَا هُوَ تَابِ كَمَا أَوْنُونِ لَكَا وَهَ مَبْلَحَ هَ أَوْ كَمَا مَجْتَمِعُ عَصْرِ إِمَامِ فَخْرِ الدِّينِ شَيْخِ زَيْنِ رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ نَعَى كَمَا مَزَامِيرَ بُوَجْدِ مِمَّنْ آوَا زَمُوزُونِ كَسَا لَكَا وَهَ بِنَظَرَاتِ ابْنِي كَسَا مَبْلَحَ مِمَّنْ أَوْ ذَكَرَ كَمَا هِيَ إِمَامُ فَخْرِ مِمَّنْ حَرَمَتْ بُوَجْدِ وَ مَرِي حَلَّتْ كَسَا هَ بُوَا سَكُوَا مَرْضَ هُوَ مِمَّنْ أَوْ دَعَا بِلُطَا سَا

شراب خواری سے جیسا کہ روایت کی ہے نقاح نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ جب حرام کی گئی شراب
 حرام کئے گئے مزامیر اس واسطے کہ وقت شراب خواری کے آدمی یا و سکو بجاتے تھے پس انکا بجانا حرام کیا گیا
 بوجہ یاد دلانے کے کہ پس مزامیر قلع ٹھہرائے گئے دوسری وجہ سے جو اسکے غیر میں تھے جب وہ وجہ
 جاتی رہی تو جاتی رہی گی حرمت ہی اوسکی اور اسی واسطے جہانادف کا لڑائیوں اور شادی میں ناہ
 بجانا منفع یعنی جہانجہ کا اوقات غم میں مباح ہو اکیونکہ بوجہ تنویر ہونے علت کے حکم ہے پھر ہوجانا
 اور ہر گاہ نفس منزه ہوتا ہے آواز کی زکریٰ پائی کے ساتھ تو وہ زیادہ اور تیار ہوجاتا ہے واسطے
 شاہدہ اللہ تعالیٰ کے پس آواز مزامیر کی نفس کو کدورت سے طرف صفائی کی بولانے والی ہوتی ہے
 اور اہل سے اعلیٰ کی طرف کینچ لجاتی ہے اس واسطے کہ آواز حسن ثنوع ارواح کی ہے اور اوسکو
 عالم ملکوت میں ایک قوت ہے۔ اور احیاء العلوم میں حضرت امام محمد غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ تحریر فرماتے
 ہیں کہ ظروف شراب اور مزامیر میں جسرت عارضی ہے نہ ذاتی اور ایسا ہی فتویٰ ابراہیم شاہی
 اور فتاویٰ غیاثیہ میں مرقوم ہے۔ اور نیز شیخ الاسلام امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ متحققین نے
 فرمایا ہے کہ ممانعت اوتار اور مزامیر سے تین وجہ ہے اول یہ کہ ابتدای اسلام میں مزامیر کی آوازیں
 داعی ہوتی تھیں شراب خواری کے لئے یعنی اونکو سنکر لوگ شراب پینے کے لئے مستعد ہوجاتے تھے
 جب شراب حرام ہوئی تو دواعی ہی اوسکی حرام کئے گئے دوسرے یہ کہ قریب وقت شراب خواری کے جو مزامیر
 بجائے جاتے تھے وہ زیادہ شوق شراب خواری پر دلاتے تھے اور لوگ شراب خواری اور شوق فسق میں
 زیادہ اقدام کرتے تھے تیسرے یہ کہ اجمل عا ورجا وکرنا و تار اور مزامیر پر عادت اہل شراب یعنی شراب
 خواروں کی اوس زیادہ میں تھی لہذا مسلمانوں کو منع کیا گیا کہ تشبہ بہ کفار لازم نہ آوے پس حال علت
 اول اور ثانی کا بلا تفاوت حال حرمت ظروف شراب کا ہے یعنی تا وہ تکہ حرمت شراب مسلمانوں کے
 نہیں ہیں مکاتھ را سخ نہیں ہوئی ظروف شراب کا ہی استعمال حرام کیا گیا اور بعد تقرر اور تحقیق حرمت

شراب کی حرمت غروف سے زائل کی گئی چونکہ علت طاعت غروف و مزایہ مشترک ہیں اس اجابت غروف کے استعمال سے اباحت مزایہ کی بھی کہ اصل میں بدل ہے ثابت ہوئی اور علت سوم کہ تشبہ بکفار ہے صحیح آلات فحاشین بانی نہیں جاتی اس واسطے کہ تشبہ بکفار سے وہی چیز حرام ہوتی ہے جو چیز خصائص کفار سے ہو اور اسلام میں بانی نہ جائے جیسے سکندر و نون میں بجائے جاتے ہیں اگر کوئی مسجد میں سکندر بجائے اور اسکو عبادت جانے لبتہ وہ حرام ہوگا اور ایسے ہی مخشون کا طبل بھی کہ جسکو ہندو میں ڈورو کہتے ہیں اور مخفص فاقون کے لئے ہے اور مثل انکے اور جو کچھ ہو۔

سوال اگر کوئی کہے کہ احادیث اور اخبار جو دلائل اباحت میں ذکر کی گئیں ان سے سنادوں کا انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور سنا عود و ربط و طبل غازی و مہاج کا صحابہ و تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین سے باختلاف اقوال ثابت ہوا مگر ڈھول اور طبلہ و مردنگ و پکاج و سارنگی پوستار اور طنبورہ وغیرہ آلات مخترعہ کزماذ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں نہ تھے مسک اباحت اور ٹکے کا کمان سے معلوم ہوا۔ جواب میں کہتا ہوں کہ موافق مذہب حنفی اسکی اباحت محتاج دلیل کی نہیں ہے اس واسطے کہ موافق مذاہب حنفیہ کے اشیاء میں دراصل اباحت ہے حرمت کسی چیز کی ثابت نہیں ہوتی مگر بوجہ ارتد و نجس کے خاص اس چیز میں چنانچہ علماء حنفیہ فرماتے ہیں کہ مَدْرَثُ الْاَنْكَبَتِ نَذْرٌ فَاحْذَرْہِیْ وَارْعَلْنُو الْاِنْکَامَ بِالْاَلْفِ مِیْنِ عَمَلِکُمْ واسطے استحباب اور سنت و نذنی کے ہے والا اباحت غدا و نذنی حکم کی محتاج نہیں ہے۔ اور بوجہ مذہب شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے کہ ان کے نزدیک اصل شہر میں حرمت ہے احادیث مذکورہ اور فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واسطے اباحت علق حرامیہ کے کفایت کرتا ہے اس واسطے کہ وارد ہوا نجس کا ایک فرد میں ثابت کرتا ہے مطلق اباحت کو لیکن اگر کسی مسلم مزایہ کفر نجس شرعی کا او کی علت میں وارد ہونا یا نہیں جاتا سکوت ہزار بہ اکثر علماء حنفیہ موافق اپنے اصول کے انکی اباحت کے قائل ہوئے اور بعض سکت ہیں۔ اور علماء خافیہ نے

تمیں لینا جاری کیسا یعنی جس چیز کو من و دل و طبع و مورد شہانہ سے پائے اور کی اباحت کی تصریح
فرمانی اور جس میں نئی پائی اور کو حرام کہا اور باقی میں سکوت اختیار کیا پس مقدمہ مزید کا مجتہد فیہ پایا گیا
اور انکار اور انکار کا ہم مجتہدین نہ فاسق ہوتا ہے نہ مستحیل اور کا کافر ہوتا ہے۔ از نمۃ الشوق
خاتمہ انکار و فائدہ و شرائط و آداب سماع میں

راخ ہو کہ سماع سبب اصلاح طبع اور موجب بصیرت حال سامع کا ہے اس واسطے کہ آدمی میں ایک
نفس دو سکے ہو یعنی خواہش تیسری عقل جو تھے روح ہے اور ان چاروں کے واسطے غذا
مزدوری ہے آدمی کو جو کچھ حاصل ہوتا ہے اوس سے یا اثر مرتب ہوتا ہے کہ وہ غذا ان چاروں کے
لئے ہو یا کسی ایک کے لئے جب غذا ایک کی حاصل ہوتی ہے تو دوسرے کو دشت اور پریشانی پیدا ہوتی ہے
جب چاروں کے لئے ایک نعمت سے غذا یعنی حصہ پہنچتا ہے تو ہر کوئی نصرت اور ان میں نہیں رہتی
اور ہر ایک اپنی غذا کے ساتھ مشغول ہوتا ہے پس ہی حال سماع سے حاصل ہوتا ہے اس واسطے کہ
جو بات ساتھ آواز خوش کے سنی جاتی ہے اس سے یہ چاروں محفوظ ہوتے ہیں اور ان نفس
راسنی اور سختی اور کجی آواز نظم و نثر و صنائع و بدائع اوس بات میں محفوظ ہوتا ہے۔

اور ہو یعنی خواہش استقامت و اخراجات اصول کو سستی و ترتیب و تمیز نفوس میں مائل ہوتی ہے
اور عقل اہل معافی اور لطافت سخن کے ساتھ ملنقت ہوتی ہے اور روح آواز خوش کے ساتھ
کہ مبداء و کاسہ عالم ارواح سے میل کرتی ہے پس اوس بات کی استماع سے ہر ایک اپنی غذا
بہرہ مند ہو کر وہ لذت اور بصیرت اور رزوق اور شوق حاصل کرتا ہے جو اور نعمای الہی سے میسر نہیں
اتنا اسی واسطے کہا گیا ہے کہ سماع حق سے ہے کہ طبیعتوں میں اثر کرتا ہے بعض آدمی سماع میں
بے ہوش اور بعض ہلاک ہوتے ہیں کوئی ایسا آدمی نہیں ہے کہ مداعت ال سے اوسکی طبیعت باہر
نہ ہوتی ہو یہ دعویٰ متعلق دلیل اور برہان کا نہیں ہے ہر ذی روح کہ جسکی عقل اور احساس صحیح ہو

اس بات کو دریافت کر سکتا ہے اور جو اس لذت سے محروم ہے جاننا چاہیے کہ طبیعت اس کی جامد اور عقل اور روح اس کی علیل ہے اور اس کو انسانیت سے حصہ نہیں دیا گیا ہے ہر گاہ خاصیت مطلق سماع کی دریافت ہوئی اب جاننا چاہیے کہ سماع محرک اس معنی کا ہوتا ہے کہ جو سماع کے دل میں ہو چنانچہ تا جب مستنا ہے اور سماع سے مستزاد لذت اور اشتاق کو شوق رویت اور موقن یعنی یقین کرنے والے کو یقین کی تاکید اور محب کو باعث انقطاع علائق اور بے نوا کو مینا و نو میدی کی غلائق سے اور جو کچھ دریدہ ہجرت اور ردی اصل کو لذت و مواصلت زیادہ ہوتی ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ مثال سماع کی مانند آفتاب کے ہے کہ جس سپر پر وہ چمکتا ہے اس کو ہوائی مرتبہ اپنے کے ذوق اور بہت حاصل ہوتا ہے ایک کو جلتا ہے ایک کو افسردہ کرتا ہے ایک کو نوازتا ہے یعنی فائدہ پہنچاتا ہے ایک کو گھلا تا ہے پس آثار سماع کے موافق اختلاف طبائع اور تفاوت استعداد و سننے والوں کے مختلف اور متفاوت ہوتے ہیں مراتب استماع سماع ہر چند استماع کے مراتب یعنی درجے بہت ہیں لیکن بتقاضی غلبہ نفس و ہوا عقل و روح چار قسم سے باہر نہیں ہیں اول یہ کہ صرف آواز کے سننے سے محفوظ ہوں وہ آواز خواہ انسان کے گھٹے سے ہو یا وہ آواز نغمہ آلات و ساز کے ہو اور عالم اس سے کہ مہل ہو یا موضوع ہو اور نوزون ہو یا ناموزون اور قطع نظر اس سے کہ جوابات سننے کی بہودہ سمجھ میں آوے یا نہ آوے یہ ادنیٰ تاثیر سماع کی ہے اور اس اثر میں ہر ذی روح انسان کے شریک ہے حتیٰ کہ پیل اور اونٹ اور سانپ و مور وغیرہ اس واسطے کہ عالم ارواح کو ساتھ عالم حسن و معلل کے ازل سے ایک متناہت ہے۔ دوم کہ طبیعت امکان اور نعمات کے ساتھ جو موزون ہونے کو سستی کے ہون متناہت رکھتی ہے ایسے سننے والے صرف بوج سننے آوازوں کے کہ مولف فیما بین مژدہ تال اور سنم کے ہون متلذذ ہو تے ہیں برابر ہے کہ وہ آواز خوش آوازی سے اور کجاوے یا گریہ آواز کے ساتھ ہو اور وہ انسان سے ہو یا چوہ اور تار وغیرہ آلات سے ہو اور قطع نظر اس سے کہ

چند اشکال ہیں
میں

سموع باسنی ہوا ہے یعنی مگر بوضع ہونے سے سبق کے حط حاصل کرتے ہیں اور برابر ہے کہ اونکے دل میں
 معنی عشق مجازی سے یا حقیقہ سے ہوا ہو۔ سوم یہ کہ نسبت عشقیہ قلب سامع میں ہوا و مقصود کا
 سماع سے سمجھنا سموع کا اور اپنی مراد پر اس کے مضمون کو منطبق کرنا ہو چونکہ مراتب ہم سماع میں
 سمجھنا سموع کا ہے اور مراتب فہم متفاوت ہوتے ہیں لہذا یہ نوع و قسم پر ہے قسم اول سماع عام
 ہے وہ یہ ہے کہ جو کچھ سنا اور سمجھا اس کو اپنے مطلوب پر جو جنس مخلوق سے ہے منطبق کرے مثلاً
 ذکر خال و خط و زلف و ابرو کو سن کر اپنے معشوق مجازی پر خواہ وہ عین ہو یا غیر عین وارد کرے اگر
 ذکر ساقی اور شراب اور شراب خانہ کا سنے اس سے معنی ظاہری مراد لے اگرچہ یہ قسم مذہب و مرام میں
 سے ہے مگر عشق مجازی میں ہی آتش سماع تدریجاً سوز و گداز پیدا کرتی ہے اور عاشق مجازی کی طبیعت
 کو آمادہ قبول عشق حقیقی کا کر دیتی ہے۔ قسم دوم سماع خواص ہے وہ بھی منقسم دو قسم پر ہے ایک
 سماع مبتدیان ہے وہ یہ ہے کہ بعد سمجھنے مضمون کے سموع کو اپنے احوال پر وارد کرے پس
 نسبت عشقیہ کہ خداوند سبحان کے ساتھ رکھتا ہے وہ آتش شوق الہی کو دل میں جنبش دے دے اور ہر
 مرید ضرور کوئے مراد رکھتا ہے اور اس کو بطریق سلوک میں ایک حال ہوتا ہے جب سالک کو سماع
 سنا اور سمجھتا ہے تو سموع کو شتمل اس چیز پر پاتا ہے جو مناسب حال سالک کے ہے البتہ سماع
 اس کے معاملہ میں ترقی کرتا ہے اور اس کو اس کے حال سے لے جاتا ہے مثلاً سالک طالب لقا ہے
 یا مبتلائی شوق صول ہے یا گرفتار سوز و مجہمین ہے اور سموع شامل ہے ساتھ ذکر عتاب یا خطاب
 اوپر قبول یار کے یا اوپر وصل یا جو وغیرہ کے پس ضرور ہے کہ وہ سموع کے مضمون کو موافق
 مراد اپنی کے وارد کرے اس کو صحت محظوظ ہوگا۔ دوسری قسم سماع فہمیان ہے وہ یہ ہے کہ مرام
 تمام مقامات اور حالات مبتدیان کو طے کر چکا ہو اور بعد فہم نفس اور اندام معاملات نفسی کے اس کا
 فہم ماسوائی احد سے فارغ ہو چکا ہو اور شاہدہ حق میں ہو کہ تخریق ہوا ہے لوگوں کی عالیشان

سماع

مبتدیان

فہم

لہون عورتوں کے حال سے کہ جنہوں نے شاہدہ جمال یوسف علیہ السلام میں بجائے لیون کے
 اپنے ہاتھ چاقو سے کاٹ ڈالے اور ہاتھ اور لیو میں کچھ سرق دیکھ کر یہ لوگ جو کچھ سنتے ہیں وہ سناہن کے
 سنتے ہیں اور حق سے سنتے ہیں انہیں کی شان میں یہ آیت ہے فَبَشِّرْ عِبَادِيَ الَّذِينَ
 يَسْتَمِعُونَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هُمْ اللَّهُ وَأُولَٰئِكَ هُمُ
 أُولُو الْأَلْبَابِ اقتباس الانوار میں لکھا ہے کہ حالات سماع چند اقسام پر ہیں اول ابتدائہ حال میں
 غایت قلق و اضطراب مجبوری مقصود صوفی کو ایک تیز پیدا ہوتا ہے ایسی حالت میں صوفی لاپچار ہوتا ہے
 یہ کیفیت نزدیک اس قوم کے چندان لائق اعتبار کے نہیں ہے دوم ایک کیفیت ہے کہ عروج کے
 وقت صوفی بے حس و کسب ہو جاتا ہے اس واسطے کہ وہ مسافر بتابعت مقیم کے منقطع ہوتا ہے حال
 بہت بزرگ ہے لیکن یہ کام بستدیون کا ہے ابتدائی عروج میں ایسی کیفیت ہوتی ہے۔
 قسم سوم یہ ہے کہ صوفی روح کو رقص کرتے ہوئے دیکھتا ہے اور کی متابعت میں خود رقص کرنے
 لگتا ہے اور بے اختیار ہوتا ہے یہاں تک کہ روح بصورت ساکنہ نظر پڑے یا اور کی نظر سے
 غائب نہ ہو سکے صوفی کو نہیں ہوتی علامت قسم اول کی سرخی منہ کی ہے اور علامت قسم ثانی کی زرد
 ہو جانا منہ سالک کا ہے مگر یہ دونوں قسمیں اس گروہ کے نزدیک اعتبار کلی نہیں رکھتی ہیں لیکن قسم سوم
 جو اس سے برتر ہے یہ ہے کہ شاہدہ روح اعظم میں صوفی غرق ہوتا ہے اور بتابعت اور کے رقص
 کرتا ہے اور وقت جسم ظاہری اور کا حکم روح کا رکھتا ہے اور نظر خلق سے علیحدہ ہو جاتا ہے یہ قسم اعلیٰ
 و افضل ہے اس حال میں رنگ چہرہ اور آنکھیں صوفی کی سرخ ہو جاتی ہیں اور صورت اور کی حبیب
 خلق کو نظر آتی ہے۔ اور ایک قسم اور ہے کہ صوفی ہجر اور وصال میں رقص کرتا ہے اور کبھی ہنستا ہے
 اور کبھی روتا ہے یعنی جو مطلوب کو حاضر دیکھتا ہے ہنستا ہے اور رنگ و کا سرخ ہو جانا ہجر و مطلوب
 کو غائب پاتا ہے روتا ہے اور رنگ و کا زرد ہو جانا ہے یہ قسم نہایت عالی ہے کہ ہجر اور وصال معاً

ظہور پذیر ہوتا ہے۔

واضح ہو کہ سماع میں امر اہم سمجھنا سموع کا اور اوسکو اپنے حالات پر وار د کرنا ہے اور اکثر کلام نظم و نثر و دہرہ و کبت و خیال و ٹپہ و ہولی و ٹھمری وغیرہ میں ایسے الفاظ مستعمل کئے گئے ہیں اور انکے معانی ظاہری کا اصداق مشوق حقیقی میں بایانہیں جاتا مثلاً لطف و محال و خط و خسار و لب و دانت و آنکھ و کان و ہاتھ و پاؤں و سر و گردن و سرین و کمر و ناز و کرشمہ و سحر و جادو کہ یہ مخصوص ساتھ معشوقان مجازی کے ہیں اور شرب و کباب و میخانہ و ساقی و چمانہ و پیالہ و مینا و صنم و تہانہ وغیرہ کہ یہ نہیں پائے جاتے مگر دنیاوی عشرت میں اور اہل شریعت کے نزدیک شرط سموع کے لئے یہ ہے کہ وہ تاویل پذیر ہو اور صاحبان طریقت کے نزدیک بھی ایسی چیز کے ساتھ التفات کرنا کہ جو مشوق حقیقی سے تعلق نہ رکھتی ہو نیزہ کاری ہے اور اس میں شک نہیں ہے کہ ہزار ہا اولیاء و صدیقین نے ایسے اقوال اور اشعار کے سننے میں کچھیں الفاظ مذکورہ شامل ہیں جان دی ہے اور حظ وافر اور نصیبہ تمام حاصل کیا ہے پس علوم ہوا کہ اس گروہ حق پروردہ کے نزدیک ان الفاظ ظاہری سے معنی مرادی اور عین کہ اوسکے سننے سے ساتھ معشوق حقیقی کے توجہ فرماتے ہیں اور اپنی مراد معنوی کو پہنچتے ہیں۔ اسی واسطے حضرت شیخ الاسلام و السیوطی جامع طریقہ و حقیقہ حضرت سید شرف بہا نگاہ السمانی قدس سرہ لطیفہ ہجہ ہم کتاب لطائف اشرفی تشریح معانی ایسے الفاظ کی فرمائی ہے اوسکو ملاحظہ کیا جاوے اس نجیف نے آخر اس کتاب میں نقل کر دیا ہے۔

آداب سماع

آداب سماع کے کہ اہل طریقت واسطے استفادہ سماع کے اوسکے لئے تالیف فرماتے ہیں وہ مختصر ہیں زمان و مکان و اخوان کی رعایت کرنے میں لیکن زمان سے مراد وقت ہے کہ فارغ ہو فکر نماز و تلاوت قرآن و مراقبہ دلوراد وغیرہ واجبہ اور ملزمہ سے اور نیز وہ وقت خالی ہو بلجان ضرورت بشری و مافرد

وقت کمانا کمانے اور راحت پیشاب و پانی بخاند وغیرہ سے اور وہ وقت ایسا نہ ہو کہ بوجہ دوسرے فکروں کے خاطر پریشان ہو کہ ایسے اوقات میں سماع کچھ فائدہ نہیں دیتا بلکہ وقت سماع کے جمعیت دل و فراغ خاطر تعلق ماسوی امد سے ضرور ہے تاکہ قلب سماع کا مستجلب رحمت الہی کا ہو۔

لیکن مکان۔ مراد مکان سے وہ ہے کہ محل سماع کو چہ و بازو رہ گزر عام و مجمع تماشا ایان عورت و مرد کا نہ ہو اور جگہ تنگ و تاریک اور موقعہ نجاست مثل گھوڑے وغیرہ کے نہ ہو اور نیز مکان کسی امیر جابر اور باو شاہ و وزیر ظالم کا نہ ہو اس واسطے کہ صوفیوں کے دل دہان و سادس اہل دنیا سے خطرناک ہونگے ایسے مقامات میں سوای ضائع کرنے وقت کے کچھ فائدہ سماع سے حاصل نہیں ہوتا۔ لیکن انخوان سے یہ مراد ہے کہ مجلس اور صحبت سماع میں جو لوگ حاضر ہوں وہ اہل اوسکے ہوں اہل سے یہ مراد ہے کہ دل اون لوگوں کے خالی عشق اور محبت خدا کے نہ ہوں اور اہل امد کے ساتھ حسن عقیدت رکھتے ہوں اور غفلت اور انکار کے ساتھ سماع نہ کونہ سنتے ہوں اگر محفل میں سالکان ہم طریق مانند چشتیان و قادریان وغیرہم جمع ہوں اونکی اثر صحبت سے زیادہ تر فیض محفل میں جلوں گریو تا ہے ہر گاہ اہل غفلت و ہوا و دنیا دار بلایوب و تکبر یا بعض سالکان منکر اور متعصب یا درویشان شریک ہوں اور واسطے نمائش کے جوش و خروش کریں ایسے لوگوں کی حضوری سے وہ فیض جو سماع سے ہوتا ہے مسدود ہو جاتا ہے اور صحبت کا رنگ دگرگون ہوتا ہے مگر مجلس میں انخاص مختلف ہوں تو وہ لاکھ لاکھ حکم الکل ہوتا ہے مگر مجلس میں اگر ایک صاحب دل و صاحب قصص ہو تو سب پر وہ محیط ہوتا ہے اور اپنے رنگ میں سب کو جیسکو وہ چاہے رنگ لیتا ہے لیکن اس بزرگوں میں جو مجمع اشخاص مختلف الطباع کا ہوتا ہے اون سب میں اثر فیض صاحب مزار ضرور ہوتا ہے اور کل اوس سے حسب ظن اپنے کے بہرور ہوتے ہیں حضرت امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے کیمیاء سعادت میں تحریر فرمایا ہے کہ جو لوگ اہل سماع

مین اگر مجلس میں بیٹھیں تو ادب یہ ہے کہ سب لوگ سر ڈال کر بیٹھیں ایک دوسرے کی طرف نہ دیکھیں نہ کسی سے بات کرے اور پانی نہ پئیں اور اوہراودہ نہ دیکھیں اور ہاتھ پاؤں نہ ہلاوے اور اس طرح بیٹھے جیسے تشہد پڑھتے وقت نماز میں بیٹھتے ہیں اور سب اپنے دل کو حق تعالیٰ کی طرف متوجہ رکھیں اور غلطیوں سے بچیں کہ کیا فتوح غیب سے ظاہر ہوتا ہے بوجہ غلبہ و جد کے اگر کوئی کہتا ہو جاوے تو سب لوگ اس کی ہوا نفقت کے لئے کھڑے ہو جاویں اگر دسکا کھڑا یا گڈی گڈی گڈے تو اس کو اٹھا لیں علاوہ اسکے اور آداب ہیں کہ ہر مرید اپنے پیر سے معلوم کر سکتا ہے۔

آداب قوالان

چاہیے کہ قوال می خوار و بد اطوار نہ ہو بلکہ نماز گزار و اہل نیاز ہو یعنی بزرگوں اور صوفیوں کے ساتھ عقیدت مند ہو اور اجرت اپنی سرود کی مقرر نہ کرے بلکہ دیندہ خوش کرنا مستمعان کا اس کا مقصود ہو بطور انعام و صلہ شیخ وقت یا کسی صوفی صاحب حال سے جو وہ پاوے اس کو تبرک جانے اور صوفیوں کی محفل میں باطاعت بیٹھے اور آغاز و اختتام سماع کا کلام ربانی و آیات قرآنی پر کرے اگر قوال کو کچھ ترن شریف سے یاد نہ ہو تو اہل محفل سے جو کوئی قاری اور حافظ ہو وہ کچھ تبرک گاڈے بعد قوال کو چاہیے کہ اول حمد پر نعت پھر مدح بزرگان دین سے آغاز سرود کرے بعد ازاں حسب غبت اہل صحبت یرعایت وقت و محاذ فہم استمعان گاڈے اور جو صوفیوں کی سمجھ میں نہ آوے وہ نہ گاڈے بلکہ واسطہ مردان عرب کے عربی اور ترکیوں کے لئے ترکی اور آگے فارسی و انون کے کلام فارسی اور آگے ہندیوں کے ہندی گاڈے اور ایسا آہنگ اختیار نہ کرے کہ الفاظ و مضمون اہل محفل کی سمجھ میں نہ آویں۔ اور تداخل مضامین میں نہ کرے یعنی اگر کلام شہر بھر شروع کرے تو اوس میں دوسرا کلام نہ چھنیں وصل ہو نہ ملاوی تاکہ موجب توحش خاطر مستمعان کا نہوا و جس چیز پر کسی صوفی کو ذوق و شوق ہو اس کی تکرار کا مضائقہ نہیں ہے اور جو مرید میر کر مخصوص اہل شرک اور اہل ہوا کے ہیں ان کو نہ بجاوے

مثلاً سنگہ و ناقوس و طبل مختار کہ او کو دور و کتبہ میں دیر لے یعنی با سلی اور کو یعنی مردنگ کہ اون میں مخصوص شاعر سے نہی آئی ہے اس واسطے کہ محفل صوفیوں کی محض واسطے از دیار عشق و محبت الہی اور تحصیل ذوق و شوق آخرت و زہد اور نیراری دنیا کے لئے موضوع اور مرتب ہوتے ہے اور ہر حال میں آداب شریعت و طریقت کو نگاہ رکھیں اس واسطے کہ سماع با وابہ و شریطہ تعجب رحمت الہی اور مستوجب زیادہ کرنے نسبت کا صوفیوں علیہم الرحمة کے حق میں ہے۔

بیان وجد و تواجید و جمل کا

قدوة المحققین علی ابن عثمان رحمۃ اللہ علیہ کشف المحجوب میں لکھتے ہیں کہ وجد اور وجود مصدر میں ایک بمعنی اند و یعنی غم اور دوسرے بمعنی یافتن چونکہ دونوں کے فعل ایک ہیں لہذا فرق جوان میں ہوتا ہے وہ مصدر سے ظاہر ہوتا ہے چنانچہ یون بولا جاتا ہے وَجَدَ یَجِدُ وَجُودٌ بمعنی یافت اور وَجَدَ یَجِدُ وَجَدٌ بمعنی اند و لگین شد اور نیز یون ہی کہا جاتا ہے وَجَدَ یَجِدُ جِدَّةٌ بمعنی توانگر شد وَجَدَ یَجِدُ وَجُودَةٌ چون دشمن شد۔ پس ان سب میں فرق مصدر سے معلوم ہوتا ہے نہ افضل حضرت صوفیہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی مراد وجد اور وجود سے ثابت کرنا دو حال کا ہے جو اول کو کما میں پیدا ہوتے ہیں ایک وہ کہ مقرون باندوہ ہو دوسرے وہ کہ موصول ہو ساتھ پانے مراد کے حقیقت اندوہ فقدان محبوب اور منع مراد ہے اور حقیقت پانے مراد کی حصول ہونا مراد کا ہے اسکا نام وجد ہے فرق در میان حزن اور وجد کے یہ ہے کہ حزن نام ایک اندوہ کا ہے کہ اپنے نصیب یعنی اور وجد نام اس اندوہ کا ہے کہ نصیب غیر ہو جو محبت کے اور یہ تعبیرات سب صفت طالب کی ہیں اور حق التخییر اور کیفیت وجد کی عبارت کے تحت میں نہیں آسکتی اس واسطے کہ وہ ایک المسمیۃ میں نہ ہوتا ہے اور الم کو قلم بیان نہیں کر سکتا ہے۔ پس وجد ایک سکھ و ریاض طالب اور مطلوب کے کہ او کو انکشاف میں بیان کرنا عیب میں داخل ہے اور کیفیت وجود نشان اور اشارہ سے درست طور پر

بیان نہیں کیا سکتی ہے اس واسطے کہ وہ ایک طرف ہے مشاہدہ میں پس وجود ایک فضل ہے محبوب ہے
ساتھ محب کے اور ایک گروہ یہ فرماتے ہیں کہ وجہ صفت مریدوں کی ہے اور وجود نعمت عرفان ہے
اور درجہ عارف کا مرید سے بلند ہوتا ہے۔ تو اجدوہ تکلف کرنا ہے اتیان لینے حصول وجہ اور
انعام اور خواہش کو اپنے دل پر عرض کرنے میں اس میں دو گروہ ہیں ایک وہ کہ تقلید کرتے ہیں حرکات
ظاہری اور ترتیب رقص اور تزیین اشارات بزرگان میں یہ حرام محض ہے دوسرے یہ کہ وہ محقق
ہیں کہ مراد انکی تو اجد میں طلب احوال اور طلب درجات بزرگان ہے نہ حرکات و رسوم انکی۔ اصل یہ ہے
کہ فرمایا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے من تشبہ بقوم فھو منھم اور نیز فرمایا اِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ
فَأَنْكُرُوا وَرَأَوْا لَمْ يَنْكُرُوا فَخَبَأُوا لَوْنَهُ حَدِيثُ نَاطِقٍ ہے واسطے اباحت تو اجد کے۔ اور روایت کی گئی ہے
کہ حضرت ابن جود رضی اللہ عنہ نے پڑھی سورہ نسا آگے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جب کہ
اس آیت پر پہنچے فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدٌ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدٌ
فرمایا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے حَسْبُكَ یحییٰ پس کہ اور دونوں آنکھ مبارک سے آپ کی آنسو جتے
تھے۔ اور روایت کی گئی ہے کہ آگے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ آیت پڑھی گئی اِنَّ كَذِبًا
اَنْكَرْنَا وَبِجْمَا وَطَعَامًا اَذْغَصْتَهُ وَعَذَابًا اَلِيمًا پس سرور شہید۔ واضح ہو کہ جبل اور خشوع بنی
وجد ہے اگرچہ وہ من قبیل مکاشفات نہیں ہے مگر من قبیل الاحوال ہے۔ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے کیفیت تھی کہ جب آئینہ رحمت پر گذرتے تھے تو دعا اور استبشار فرماتے تھے اور استبشار
یہی وجد ہے اور خواہ اور تعزین فرمائی ہے اللہ تعالیٰ نے اہل وجد کی جیسا کہ ان آیات سے ثابت
ہے وَ اِذَا سَمِعُوا مَا اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُولِ تَرَىٰ اَعْيُنُهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوا مِنْ
الْحَقِّ۔ اِنَّهُمْ لَمُؤْمِنُونَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ روایت کی گئی ہے کہ جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھتے تھے اور آپ کا سینہ مبارک ایسا جوش کرتا تھا جس طرح

تانبے کی دیگ میں جوش آتا ہے۔ اور نسبت و تاج و تاجین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نقل
 کیا گیا ہے کہ بہت ایسے تھے کہ وقت پڑھنے قرآن شریف کے غروش فرماتے تھے اور سنا دیتی تھی کہ رتو
 تھے اور بعض ایسے تھے کہ انکو غش آجاتا تھا اور بعض ایسے تھے کہ اوی خوف میں مر جاتے تھے۔ روایت
 کی گئی ہے کہ حضرت زرارہ بن ابی اؤنی کہ تابعین سے تھے اور وہ امامت آدمیوں کی کرتے تھے جب
 انہوں نے یہ آیت پڑھی **وَإِذَا انشَرَقَ النَّهَارُ بِشْرِ غُرُوشٍ** کیا اور محراب میں گر کر مر گئے۔ حضرت عمر
 رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک شخص نے یہ آیت پڑھی **إِنْ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ مَّا لَهُ مِنْ وَاقِعٍ** پڑھ کر اپنے
 ایک بڑی آواز کی اور غش کیا کہ گر کر پڑے آج کو اور مگر آپکے گھر لے گئے ایک سینے تک آپ بیمار رہے۔
 حضرت محمد بن الدین نقشبندی کتاب مرتب القلوب میں یہ حدیث لکھتے ہیں **عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا**
عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ نَزَلَ عَلَيْهِ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ يَا
رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أَقْرَأَ أُمَّتِكَ يَدُ خُلُودٍ الْجَنَّةِ قَبْلَ أَنْ يَكُونُوا بِنِصْفِ يَوْمٍ وَهُوَ خَمْسَةٌ أَلْفَ عَامٍ
فَقَرِحَ بِهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَفِيكُمْ مَنْ يَتَشَدُّ نَاشِئًا فَقَالَ بَدُوٌّ
لَعَمْرِي يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ هَاتِ فَأَسْتَدْبِدُّوْهُ شَعْرًا لَقَدْ سَعَتْ حَيَاتُهُ أَلْعَوْ كَيْدِي
فَلَا حَيْبَ لَهَا وَلَا رَاقِيٍّ إِلَّا الْحَبِيبُ الَّذِي شَغَفْتُ بِهِ ۖ فَعِنْدَهُ رُقَيْتِي وَرِيقِي
فَتَوَاجَدَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَوَاجَدَ أَصْحَابُهُ مَعَهُ حَتَّى سَقَطَ رِدَاؤُهُ
عَنْ يَنْكَبَةٍ فَلَمَّا قَرَعُوا أَوَى كُلُّ وَاحِدٍ إِلَى مَكَانِهِ قَالَ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ
مَا لَمْسَنَ لَعَبَكُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ مَهْ يَا مُعَاوِيَةُ لَيْسَ بِكَرِيمٍ مَنِ انْهَضَ عِنْدَ
سَمَاعِ ذُرِّ الْحَبِيبِ شَمْرًا فَهَمَّ رِدَاؤُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَانَ لَهُمْ
يَأْتِيهِ مِائَةُ قَطْعَةٍ۔ تفسیر سخ الغزیر میں ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے
 جب سب مال اپنا راہ حبیب خدا میں منکریا اور مکمل کا کرتے ہیں کہ مجلس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ نَزَلَ عَلَيْهِ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أَقْرَأَ أُمَّتِكَ يَدُ خُلُودٍ الْجَنَّةِ قَبْلَ أَنْ يَكُونُوا بِنِصْفِ يَوْمٍ وَهُوَ خَمْسَةٌ أَلْفَ عَامٍ فَقَرِحَ بِهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَفِيكُمْ مَنْ يَتَشَدُّ نَاشِئًا فَقَالَ بَدُوٌّ لَعَمْرِي يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ هَاتِ فَأَسْتَدْبِدُّوْهُ شَعْرًا لَقَدْ سَعَتْ حَيَاتُهُ أَلْعَوْ كَيْدِي فَلَا حَيْبَ لَهَا وَلَا رَاقِيٍّ إِلَّا الْحَبِيبُ الَّذِي شَغَفْتُ بِهِ ۖ فَعِنْدَهُ رُقَيْتِي وَرِيقِي فَتَوَاجَدَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَوَاجَدَ أَصْحَابُهُ مَعَهُ حَتَّى سَقَطَ رِدَاؤُهُ عَنْ يَنْكَبَةٍ فَلَمَّا قَرَعُوا أَوَى كُلُّ وَاحِدٍ إِلَى مَكَانِهِ قَالَ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ مَا لَمْسَنَ لَعَبَكُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ مَهْ يَا مُعَاوِيَةُ لَيْسَ بِكَرِيمٍ مَنِ انْهَضَ عِنْدَ سَمَاعِ ذُرِّ الْحَبِيبِ شَمْرًا فَهَمَّ رِدَاؤُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَانَ لَهُمْ يَأْتِيهِ مِائَةُ قَطْعَةٍ۔ تفسیر سخ الغزیر میں ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب سب مال اپنا راہ حبیب خدا میں منکریا اور مکمل کا کرتے ہیں کہ مجلس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

میں آئے تو حضرت جبریل علیہ السلام پیام خداوندی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے کہ ابوبکر کو خداوند تعالیٰ سلام فرما کر پوچھتا ہے کہ وہ اس مجلس میں ہی مجھ سے راضی ہے یا نہیں حضرت ابوبکر کی اسکو سنکر وہ حالت پیدا ہوئی کہ بار بار آواز بلند کرنا شروع کر دیا اور کہا کہ میں نے تم سے انا عن ربی راضی انا عن ربی راضی - کیا مسعودت میں ہاخرج الیہ فی کہ عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یا علی انت معی وانا معک فحجل یعنی او علی تم مجھ سے ہو اور میں تم سے پس خوشی سے حضرت علی نے رقص کیا اور جیسا کہ عادت عرب کی ہے چند بار زمین پر پاؤں مارے - اور اسلئے حضرت جعفر کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ حلقہ و خفہ فحجل یعنی او جعفر تم خلقت اور خلق میں میرے مشابہ ہو پس حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے خوشی سے رقص کیا وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ ابن حارثۃ انت اخوتنا ومؤلاکنا فحجل یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے زید ابن حارثہ کے کہ تم ہر دو اور رسول ہمارے ہو تو دونوں نے خوشی سے رقص کیا - پس جو شخص کہ یہ کہتا ہے کہ یہ حرام ہے وہ خطا کرتا ہے حضرت قطب العالم عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہ ایک مکتوب میں جو شیخ جلال قدس سرہ کو تحریر فرمایا ہے لکھتے ہیں کہ دوست خدا کا شوق اور ذوق خدا میں ملتا ہے تو نوثوق اور سکے کا شوق سے غربت تک کو گہیر لیتا ہے یہ نعمت خانوادہ پیران حشمت میں اللہ تعالیٰ نے رکھی ہے - کیا یہی مسعودت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ایک سر آدمی کے دل میں ہے جس طرح سے کہ آگ لو ہے اور پتھر میں ہے جب لوہا پتھر پر راتے ہیں تو وہ آگ جلوہ گر ہوتی ہے اسی طرح سے جب آدمی سماع سنتا ہے تو آتش سماع کی ہر دل کو ملاتی ہے اور وہ جینر پیدا ہوتی ہے کہ آدمی اور زمین بے اختیار رہتا ہے - حضرت جنید قدس سرہ سے پوچھا کہ کیا سبب ہے کہ آواز خوش سنکر آدمی جواب دہا کرتا ہے کیا ایک قلق اور اضطراب میں پڑ جاتا ہے اور حرکات غیر متادوس سے صادر ہوتے ہیں

فرمایا کہ روزِ نازل اور خیاق میں حق سبحانہ تعالیٰ نے زیات بنی آدم سے خطاب اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کا فرمایا
 شیرینی اوس کلام کی ارواحوں کے کلونین خندہ جب آواز خوش سنتے ہیں لذت اوس خطاب کی اوزکو
 یاد آتی ہے اوسکی یاد میں حرکت میں آتے ہیں۔ حضرت سمنون محب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ لَمَّا
 نَزَلَ بِرَبِّهِمْ لَمَّا نَزَلَ لَمَّا نَزَلَ لَمَّا نَزَلَ لَمَّا نَزَلَ لَمَّا نَزَلَ لَمَّا نَزَلَ لَمَّا نَزَلَ لَمَّا نَزَلَ لَمَّا نَزَلَ لَمَّا نَزَلَ
 عَنِ الْوُصُولِ إِلَى الْحَيِّ وَالْبَكَاءُ أَثَرُ مِنْ أَثَرِ فَرَحِ الْوُصُولِ۔ ایک شخص نے ابوسہیل
 صعلوکی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ سماع کیا ہے فرمایا یَسْتَمِعُ كَهْلُ الْحَقَائِقِ وَيَبَاحُ كَهْلِ
 الْعِلْمِ وَيَكْرَهُ كَهْلُ الْفُسَاقِ وَالْفُجُورِ۔ اور شرح بزدوی مسمیٰ بالنودی تصنیف ابو القاسم
 محمد بن عبد اللہ دمشقی میں ہے وَأَعْلَمُ أَنَّ الْعَمَاءَ الَّذِينَ اِخْتَلَفَ عُلَمَاءُ نَافِي حَيْثُ هُوَ مَا كَانَ عَلَى
 سَبِيلِ التَّهْوِيلِ وَاللَّعِبِ بِمَجْمَعِ الْفُسَاقِ وَشَارِبِي الْخَمْرِ وَتَارِكِ الصَّلَاةِ وَأَمَّا مَنْ يَسْمَعُ
 الْعَمَاءَ وَهُوَ صَالِحٌ دَائِمُ الصَّلَاةِ لَا خَارِكَ الْوُرْدِ وَقَرَأَتِ الْقُرْآنَ فَلَهُ حَلَالٌ بِإِلَهِكَ
 وَكَذَلِكَ الرَّفْصُ وَاللَّوْاجِدُ يَنْبَغِي جَسْمَانِ سَمَاعٍ مِنْ كَمَا هَارَ عِلْمَاءُ لَمْ يَخْتَلَفَ فِيهِ وَهُوَ سَمَاعٌ بِطَرِيقِ
 لَبْوٍ أَوْ لَعِبٍ كَمَجْمَعِ فُسَاقٍ أَوْ شَرَابِ خَوَارِنٍ وَتَارِكِ صَلَاةٍ مِمَّنْ هُوَ تَابِعٌ لِكِنْ جَوْشَنُ كَمَصْلَحٍ أَوْ دَائِمِ الصَّلَاةِ
 ہے اور کہیں اپنے ورد اور قرأت قرآن شریف کو نہیں چھوڑا اسکے لئے سماع حلال ہے اور ایسی ہی تفصیل
 اور تراجم کا حال ہے حضرت شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک گفتار کہ بطور قول
 فیصل حق سماع میں ہے باب سوم بوستان سے یہاں درج کی جاتی ہے۔

وگر نه رو عافیت پیش گیر
که باقی شوی گر هلاکت کند
مگر خاک بردی بگرد و سخت
که از دست خویش رهایی دهی

اگر مرد عشقی گم از خویش گیر
مترس از محبت که خاکت کند
نه روید نبات از جوب درست
ترا با حق آن آشنائی دهد

۷
 ماما کیسے راز رکھ
 حق سے واسطے اندرون
 کے اور جو زندہ رہے
 اس جان کا راز کو
 اندرون اجابت کی
 شمشاد خانہ پر مومن
 الی حق سے کراہی
 رواں کشتن پر نیت
 فرست و مول سے
 علی
 بنی علی اور عقیقہ کے لئے
 اس سچی دعا اور
 اللہ علم کے شایع و
 اور دنیا فتنہ کے لئے
 کر ۱۷۰

که تا با خودی در خودت راه نیست
 نه مطرب که آواز پای ستور
 نگس پیش شوریده دل پر نزد
 نه بم داند آشفست سامان نه زیر
 سر آئینه خود می نگر و دهموش
 چو شوریدگان می پرستی کنند
 بر قص اندر آئیند و لابل و ار
 به تسلیم سر در گریبان برند
 بگویم سمع ای برادر که چیست
 گراز برنج معنی بود طیر او
 و گرم دلموست و بازی و لاغ
 چه مرد و سمع است شهوت پرست
 پریشان شود کل به باد حشر
 جهان پر سماعت و مستی و شور
 مکن عیب در ویش حیران و مست
 پیسنی شتر بر حیدای عرب
 شتر را چو شور و طرب در سرست

وزین نکته جز به خود آگاه نیست
 سمع است گر عشق داری و شور
 که او چون بگس دست بر سر نزد
 با آواز مرغی به نالد فقیر
 ولیکن نه هر وقت بازست گوش
 با آواز دولا بستی کنند
 چو دولا بر خود بگیرند زار
 چو طاق نماند گریبان درند
 اگر مستمع را پدا نم که کیست
 فشرته من رواند از سیر او
 قوی تر شود دلموش اندر دماغ
 با آواز خوش خفت خیزد نه مست
 نه همیزم که نشکافدش جز تبر
 ولیکن چه بهیست در آئینه کور
 که غنچه از ان می زند پا و دست
 که چو نش برقص اندر آرد طرب
 اگر آدمی را نباشد خرس

و اخرو عوانا ان الحمد لله رب العالمین اللهم صل علی محمد و آله و اصحابه و اهل بیتهم اجمعین

تمام شد

حق حق حق

بسم الله الرحمن الرحيم

در لطیفه بحمد کتب لطائف اشرفی حضرت سید محمد اشرف جهانگیر قدس سره شرح
اصطلاحات و اسرار صوفیه که بالفاظ ظاهر هفت - نوشته اند نقل آن کرده می آید تا تطبیق
لغات شعرا بر وفق عبارات فضلا کرده بموقف مقصد بعزت برسد بالنبی وآله الارشاد -

الف کلیسا عالم حیوانی را گویند جللیا عالم طبائع را گویند نر سماعانی و خائفی را گویند
و فکیه دقیق در دقیق باشد لقا ظهور مشوق است چنانکه عاشق را یقین حاصل گردد که اوست و فنا
عنایت ازلی را گویند بیواسطه عمل خیر و اجتناب از شر شرب یلدا نهایت الوان را گویند که سودا عظم است
نما عشرت یافتن را گویند چشم شهما ظاهر کردن احوال و کرات و علوم مرتب سالک است و غیر او
و شهرت ازین مقام خیزد و این از مکر و استدراج خالی کم باشد - محب صاحب محبت است
گویند عام تر از آنکه طلب مقارن آن باشد یا نه خواه طلب باشد و خواه طلب نباشد محبوب
حق تعالی را گویند و وقتی که مستغنی از دوستی دانست او را مطلقا بی قیدی طلب جستن حق را
گویند عام از آنکه دوست و داند یا نه بیشتر از عبدیت و معبودیت بود طالب جویند حق است
از راه عبودیت و محدث کمال نه از روی دوستی مطلوب حق است و فکیه جوینده عام تر از آن باشد
که بدوستی منسوب بود و فریب استدراج الهی را گویند حجاب مانعی باشد که عاشق را از مشرق
باز دارد و نوعی از انواع از جهت عاشق نقاب مانعی باشد که عاشق را از مشوق باز دارد و بحکم
ارادت مشوق طرب انس با حق تعالی و سرور دل دران شرب آب غلبات عشق بود با وجود اعمالی که
مستوجب طاعت باشد درین اهل کمال را بود که انحصار اند در نهایت سلوک مست خواب
استغراق بود و نظر داشتن بر استغراق خود کتاب پرورش دل است در نخبیات شب عالم غیب بود

قیل عالم جبروت درین عالم خلقی است ممتد میان وجود و مقل میان خلق و مقل میان
 عالم ربوبیت و عبودیت مطرب آگاهنده بود لب کلام را گویند غنیب اقتران ملاحظه و لذت عالم
 بود شتاب سرعت سیر بود بے شعور از معرفت و قائل مقامات و این هر چه حکم جذب و بی حکم سلوک
 در اعمال و ریاضات و تصفیه پاک بود سخن خوب اشارت واضح در ماده غیر ماده خواب فانی اختیاری محو
 محبت دوستی بود بے سببی و علاقه و بے محرک بحق بجهاد و تعالی ملاحظت بے نیایتی کمالات الهی بود که
 هیچکس به نهایت آن نرسد تا مطلق نشود ظرفیت ظهور انوار است از حضرت الهی در ماده شوخی
 کثرت التفات بود غارت جذب الهی بود دوست مشیفته محبت الهی بود قامت سزاوار پرستش
 بود که جز حق را این سزاوار نیست چشم مست مگردن الهی بود بر تقصیر و خورده که از سالک در وجود
 آید و جز او چنانکه هیچکس را اطلاع نیفتد و آن غفور بود عشرت لذت است با حق بجهاد و شعور آگاهی از
 لذت خرابات خرابی بود بت مقصود و مطلوب بود عبادت اجتهاد سالک بود زکوة ترک ایثار
 بود و تصفیه هم طامات مآر بود و شست صفت قدرت بود انگشت صفت احاطت بود بکثرت
 بیست عالم است بر صفت ربوبیت محنت الم بود که از مغب مشوق با شوق رسد اختیاری و غیر
 اختیاری را حمت وجود امری بود که موافق ارادت دل باشد رویت عدم قدرت ازادای
 عبودیت بکمال آخر سعادت خواندن ازلی شقاوت راندن ازلی منیبت مقام اثینیت بود درج (حج سلوک
 الی الله بود تا راجع سلب اختیار سالک و در جمیع احوال و اعمال ظاهری و باطنی ترجیح وجود امری را
 گویند درج (قدح وقت را گویند صلح قبول اعمال و عبادت و وسایط قرب صبح طلوع وقت
 و احوال بود که بر خلاف ارادت دل بود درج (ریخ تجلیات محض را گویند ذلیخ محل لذات
 زبان تلخ امری را گویند که موافق طبع سالک نباشد سبب بیخ عدم لذت از مشاهده چاه بیخ شکلات
 اسرار شاهده (دال) ساعد صفت قدر و قوت را گویند قدر استوار الهی بود و خدا مالقی باشد که بعد

فراق ظاهر گردد باعث طلب بود و فریاد ذکر هر را گویند و در و حالتی بود که از محبت طاری شود که قضا
 حل آن نبوده و محب را خاد به تجلی حق باشد عیبه مقام جمع را گویند و در اعراف از زیادتى و
 فضولى بود باید و مقام گشتن موهبات را گویند (را) مهر سیل یا اصل خود است یا وجود علم و
 آگاهی از یافت لذت و دریافت مقصد سیر جنبه الهی بود که گاه سلوک بر و مقدم بود یا عکس
 مگر خود را در آن معشوق است عاشق را گاه بطریق لطف و موافقت گاه بطریق قهر و مخالفت
 جوهر بازداشتن سالک بود از عروج امیر ارادت الهی سالک جاری داشتن است بر سالک
 تنگتر بے نیازی است از اعمال سالک را شتر وجود مطلق بود و در مطاوعت بود یا رصفت الهی را
 گویند که قهر و رست کافه موجودات را هیچ رسم موافق تر از این نیست سالک را چه کلمه توحید
 و ایراست غمگسار صفت رحمانی بود که شمولی و عمومی دارد غم خوار صفت رحیمی حق بود که نفیست
 دارد دل را صفت باسطی را گویند سرور و محبت در دل و کیه صفت فایضی بود باندره و محبت
 در دل سیر صفت ارادت الهی بود و در هدایت سلوک بود خمار رجب است از مقام
 وصول بقهریه بطریق انقطاع شب قدر بقا سالک بود و در عین استهلاک بود حق تعالی
 کفر تاریکی عالم و تفرقه بود و در عالم انانی کافر صاحب اعمال تاثیر مقام غمور بهر سالک
 مقام علم گلزار مقام کشف اسرار مطلقا بهر چه اطلاق کنند بآن اضافت کرده باشند
 و بآن یا خوانند ابر حجابی که سبب وصول بود و حصول شود بواسطه اجتهاد که بنیاید
 جوهر مجازی عبودیت بود و ناله زار جستن محبت ناله زهر الطاف محبوب محب را
 گویند گوهر سخن اشارت واضح باشد سخن چوین گوهر اشارت مدر که کتار دریافت
 اسرار و دام بود حضور مقام وحدت بود شرف انانیت را گویند قطار عبارت
 ز ر ریاضت بود گوهر معانی و صفات را گویند صبر قهر و مجبوری بود بتقدیر الهی

از علاج در میل کلی و طلب تمام و عشق مدام بطریق یافت و نیافت یکسان بود و فراق غیبت را گویند
 فترق صفت حیات را گویند (که) بشنگ احکام طوابع و لوازم انوار است از حضرت
 اسد مراده شوخی جنگ استقامات الهی را گویند. بانواع بلاهای ظاهری و باطنی میان
 باریک حجاب وجود سالک و قتی که حجاب دیگر نمانده باشد دل، میل رجوع بود باصل
 خود بے شعور و آگاهی از اصل و مقصد همچون رجوع طبعی چون جمادات بطالع اربعه
 که بے اختیار مائل اند اصل را و همچو رجوع عناصر باصل اعمال متابعت او امر است نیل
 دوستی حق بود با وجود طلب و جدت مجمال ظاهری کردن کمالات معشوقست بخت زیادت
 رغبت و طلب جلال ظاهر کردن بزرگی معشوق است از بخت استغنا از عاشق و نفی غرور
 عاشق و اثبات چپارگی او و بزرگی معشوق شکل وجود حق تعالی را گویند شمال امتزاج
 جمالیات و جلالیات و سرعت روا کردن عقل عالم نیز را گویند وصال مقام وحدت
 را گویند مع الاسر و اجزا کاتل بطی السیر بود این گاه باشد که سبب دانستن طریق باشد
 سالک را و کمال سالک باشد و اینچنین سیر الملک مکمل سیرهای بود که بر جعت محتاج نبود
 و گاه باشد که بسبب تقصیر سالک بود محل آرام و تکلیف بود و نقل کشف معانی و اسرار را گویند
 سیل غلبه احوال ولی را گویند که شرح و ترح باشد گل نتیجه عمل را گویند لب لعل
 بطون کلام را گویند (م) قسم آلت دریافتن را گویند آرام محل تجلیات که از عالمیان
 پوشیده بود و محکم او امر شرع که بر سالک جاری دارند تظم استعانت بردن ست بجزرت
 الهی از شر شیطان و نفس المار و تفسیر خود نسیم بادیاد آور و غایت بود بام محل تجلیات را گویند چشم صفت بصیری
 را گویند شرب آب خام عیش منزع را گویند جام احوال بود اسلام متابعت دین
 بود و اعمال متابعت و آم مقادیر بے اختیاری را گویند سلام درود و محبت بود

پیام او امر و نواهی که خلایق بآن استئصال نمایند غم بند و دانه و دمه و محنت و طلب معشوق را
گویند سیم تصفیه ظاهری و باطنی بود چشم موقوف بود چشم ظهور صفات قهری را گویند
بر خود سیم پرورش سالک و نون) کین تسطیفات قهری بود تا فتن ایتقان تیان
الهی بود آستان اعمال و عبادت بود مهر بان صفت ربوبیت را گویند جهانان صفت
قیومی که جمله موجودات قیام بدو دارد و اگر از اضابطه موجودات پیوسته نشود قیام عالم
ممکن نبود درین اعتقادے را گویند که از مقام تفرقه سر برزند بیا بآن و قایل طریق
را گویند فروختن ترک تدبیر و اجتهاد بود گردن تسلیم بود دست بحکم مقادیر و ترک
تدبیر و اجتهاد بدل کردن عدول بود از چپ به چپ و از راست به راست و با فتن
محو کردن احوال ماضیه از نظر باطن ترک کردن قطع اعمال از هر چیزے خاستن
قصود غایت بود نشستن بکینه بود در فتن عروج بود از عالم سفلی بعدوی آمدن
رجعت بود بعالم بشریه از عالم ارواح یا از استغراق و سرگردن عالم ملکوت بود بفرز
عالم ملک تالستان مقام معرفت بود درستان مقام کشف بود بستان محل
کش و گی ای صفت با طاعت عام تر از آنکه مخصوص بود در میان نورے بود که از
غایت تصفیه و ریاضت حصول شد بود بار آن نزول رحمت بود آب روان فرح
دل بود پامی کو فتن تو اهد دست نردن محافظ و مراقب اوقات بود چهره گلگونه
تجلیات که در غیر مآده بود در خواب و یا بیداری یا بعلالم بخودی لبش کیرین کلام
منزل که انبیا را بواسطه ملک و اولیا را بواسطه تصفیه باشد لب شیرین کلام بواسطه
بشهادت و رک و غم و درد بآن صفت شکلی و بآن شیرین صفت شکلی بطریق تقدیس
خارج از قسم و درسم انسانی سخن اشارت و ابتباه الی بود سخن شیرین طلاعات

الهی بود انبیا را بواسطه وحی و اولیا را بواسطه الهام و متسخن مکاشفات و اسرار و اشارات
 الهی در ماده و غیر ماده محسوس و معقول گویند هر سخن اشارت واضح را گویند در ماده و غیر
 ماده معقول و محسوس زبان اسرار الهی بود زبان شیرین امری را گویند که
 موافق تقدیر باشد میان سابقه که در میان طالب و مطلوب مانده باشد از سیر
 و مقام حجاب موتی میان نظر سالک به قطع محبت از خود و غیره حسین جمعیت کمال
 مشوقست سلطان جریان احوال بر عاشق چنانچه عادت اوست مجسمان التفات
 بغیر حق از درون و بیرون پیر سخنان اشارت به مرشد محقق کلیه اجزایان وقت خزن بود
 میدان مقام شہوت را گویند چو گمان تقدیر جمیع امور بطریق صبر و قهر
 فغان ظاهر کردن احوال درون مرآت طرف دور اندکی از حضرت حق
 ساربان راه نمای بود ایمان مقدار و آتش بود حسن جمعیت کمالات را گویند
 (واو) آرزو میل است باصل خود باندک آگاهی و علم بعضی از اصل و مقصد گیسو طریق
 طلب را گویند سر و علوم مرتبه بود کمان ابرو و عین سقوط سالک بسبب تقصیر
 و باز بحکم عنایت ساقط نکردن از درجه مقام جفت ابرو سقوط سالک از درجه مقام بسبب
 کردن تقصیر و باز تصدیر و بحکم جذب و عنایت و بمقامی و درجه که بود طاق ابرو و اہمال کردن
 است و سقوط سالک از درجه و مقام بسبب تقصیر گذشتن را دران نشو و ترقی بود شش و
 برداشتن خرد را گویند که از تقصیر در وجود آمده بود و صفای حضور عاشق و مشوق
 جستجو خرد کردی را گویند از هر طرف که باشد گفتگو کتاب محبت انگیز باز و اہمال
 مشیب است (۵) کرشمه التفات بود شیوہ اندک جذبہ الهی که گاہ باشد و گاہ نہ
 که موجب عنس و رو غفلت نہ بود خانه خودی بود کمنہ ماہیت الهی بود بیرون از دراک

کافه عالمیان دستگاه حصول جمیع صفات کمال با وجود قدرت بر هر صفتی حجتاً منصف
 شدن به صفات کمالات دیده اطلاق آتی بود مقرر اجمال اعمال است هر سالک را
 سزا و جبراً بحکم حکمت آتی تیسر مقرر اجمال ناکردن سالک سزا و جبراً چشم پنهان
 ستر کردن آتی تقصیرات سالک را از عین سالک و لیکن آگاه کردن سالک را از نقص
 کرده باشد و از آن نیز که از غیبه و سبزه عین سرفرازی بود شراب پخت
 عیش صرف بود شراب خانه عالم ملکوت بود میخانه عالم لاهوت بود میکرده
 قدم مناجات بود حشم خانه غلبات و مهبط غلبات که از عالم دل است ماده عشق
 وقتیکه ضعیف بود درین عوام را نیز بود مجسمه اسرار و مقامات و احوال
 بود که در سلوک از سالک پوشیده بود شبانگاه ملکه شدن احوال بود توبه باز
 گشتن از چیزهای ناقص بسوی کمال زکوة ترک و انیثار بود کعبه مقام وصول
 حشره صلاحیت را گویند و صورت سلامت سجاده سر باطن را گویند یعنی
 هر چه نفس در آن باشد لاله متجسم معارف بود که مشابهت کنند شگوفه علو مقرر بود
 بنفشه تکیه را گویند که قوت ادراک در آن نه کنند ترانه آئین محبت را گویند
 چهره تجلیات بود که قابل اطلاق سالک باشد خال سیاه عالم غیب خط سیاه غیب الغیب
 سلسله اعتصام غلاق سینه صفت عالم الهیت را گویند هدیه ولایت بود که بهر نوع باشد
 از اجتهاد و اصطفا بوسه استعداد قبولی کیفیت کلام را علمی و عملی و صوری و سنوی غمگده
 مقام ستوری و و دیه وجود ستار بود آه علامت کمال عشق که زبان از بیان قاصر بود
 مواضع که میان عاشق و معشوق بود دی، مستوری تقدیس برتری و کردن اعمال عباد را
 ستر کشی مخالف ارادت و مراد سالک بود توانائی صفت فاعل متار را گویند تنه دی

صفت قماری چنانکه مقتضای الهی بود توانگر می حصول جمیع کمالات منواری احاطت و
 استیلائی الهی بود آشنائی تسلط و قید ربوبیت بمخلوقات کلیتاً و جزئیتاً چون تسلط
 خالصه بمخلوق بیگانگی اشتغال عالم الیه که هیچ وجه مانعیت و شباهت ندارد و کوی مقام عبادت
 و لکشی صفت قاضی در مقام آتش در دل جان افزای صفت باقی ابدی بود که
 فانی را بدور راه نه بود موسی ظاهر هویت عینی وجود که همه کس را به معرفت او علم
 حاصل است و باور راه نه پیشانی ظهور اسرار الهی چشم خماری ستر کردن تقصیر سالک
 را گویند لیکن کشف آن برار باب کمال که از واکمل داعی و اجلی باشد همه غلبات عشق
 با وجود اعمال که مقارن سلامت باشد و این خواص را باشد ساقی شراب رساننده
 بود یعنی مفیض اسرار الهی در دل صراحی مقام مستی فرو گرفتن عشق جمیع صفات
 درونی و بیرونی را و آن سکر اول است نیم مستی آگاهی در استغراق و نظر داشتن
 بر استغراق هشیاری اتفاقات از غلبه عشق صفات درونی و بیرونی را و این مصوالت
 زندگی قطع نظر است از انواع اعمال در طاعت لا اله الا الله باک نه داشتن از هر نوع که
 باشد پیش آید گوید و کند صبوحی محاذ نه را گویند عیوقی مسافرت را گویند
 زردی صفت سلوک سترخی قوت سلوک سبزی کمال لطف را گویند باقی
 کله را قیاس کنند باین رنگها که گفته شد از هر قبیل که باشد تا وایل از ان گیرند
 سپیدی یکرنگی را گویند توجه تمام کند که بودی تخلیط محبت را گویند بوی آگاهی
 از مساعداً و پیوستگی دل را گویند نای پیام محبوب روی مرآت تجلیات
 را گویند ماه روی تجلیات در ماده و قستیک در خواب یاد رحالت بخودی باشد گوئی
 مجبوری و مقهوری سالک پیش چوگان تقدیر الهی بیامری عشق و انزعاج در درنی را گویند

زندگی قبول و اقبال است تندرستی برقرار ماندن دل را گویند افتادگی ظهور حالت را
گویند حشر را بی تعارفات و تدبیرات عقل را گویند بیوشی مقام طش بود دیوانگی طعن
احکام عشق را گویند بدوشی استهلاک ظاهری و باطنی بستگی مقام تکلیف آزادگی
مقام حیرت بی توانی ناتوانی بود فقیر می عدم اختیار که علم و عمل از و سلوب بود
دوری شعور بعارف کیفیات عالم غسره و دقائق آنرا گویند کاهلی بعلی بالیغ بیاری
توجه خالص که از اعمال امید ثواب نه داشته باشد سردی بر نفس گرمی حرارت
محبوب را گویند سیداری عالم صحو یا کبازی توجه خالص که از عمل نه ثواب خواهد
نه علوم مرتب - انتق -

خانه الطبع

الحمد لله که رساله سماع مولفه هادی طریقت و دین و رهنمای شریعت تین سالک جاده
طاعت خدا عاشق جناب محمد مصطفی اصلی الصلوات علیه وآله واصحابه اجمعین جناب مولانا و
مقتدانا حاجی حافظ محمود بخش صاحب چشتی صابری اکبر آبادی بصحت تمام باهتمام
سید اسحاق علی و شیخ نصیر الدین چشتی بتاریخ ۱۸ ماه ربیع الاول ۱۳۱۵ هجری نبوی
در مطبعه لامع النور شهر آگره محله گلاب خانه نریو رطبع فرین گشته مطبوع طبابع خلافت

تمت بالحق



اشعار

مخدرات سراپردہ ہای قرآنی

چہ دلبرند کہ دل می برند پنہانی

عارفان اسرار معرفت الہی و طاکبان آئنا حقیقت رسالت پناہی کو فرودہ ہو کہ درین ایام سعادت
القیام ایک کلام مجید بطرز جدید ہمارے مطبع میں زیر طبع ہے جسکی کہ فی زمانہ ہر اہل اسلام کو
از بس ضرورت ہے وہ یہ کہ متن میں عمدہ بالمحاورہ اُردو ترجمہ مولانا شاہ عبدالقادر صاحب
رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور حاشیہ پر تفسیر منحتہ آجلیل اُردو ترجمہ معالم التنزیل کا درج ہے
جسکو اسوہ علماء زمان جناب مولانا الفضل اولانا مولوی مفتی عزیز الرحمن صاحب دیوبندی نے
عربی سے بالاسنیاب بالمحاورہ ترجمہ کیا ہے واضح ہو کہ تفسیر معالم التنزیل کو امام ہمام
مسی السنۃ بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے تصنیف کیا ہے حق یہ ہے کہ جو قول مصنف موصوف
نے متعلق بتفسیر لکھے ہیں وہ بسند متصل رسول مقبول معلوم سے روایت کئے ہیں یا اقوال
مفسرین معتبرین از صحابہ و تابعین و تبع تابعین و ائمہ دین رضوان اللہ علیہم اجمعین سے نقل
کئے ہیں ناظر کو دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ مصنف مدد وح نے کیسے کیسے مضامین جو کہ کلام
الہی و احادیث نبوی سے متعلق ہیں بیان فرمائے ہیں یعنی جس آیت کا مذکور کسی طریق سے
احادیث میں وارد ہے اُسکو اس کے موقع مناسب پر ایسا صحیح نقل فرمایا ہے کہ جبکہ تصدیق و
ملاحظہ قرآن مجید ہوگی قطع نظر علم تفسیر تو بنفسہ ایک مجموعہ علوم کا ہے کیونکہ اوس سے حالات
عم و صیوۃ قصص عبرت افزا و ردو مخالفین و احوال بعث و نشر کو الف مختلفہ و نیز اختلاف ادیان و ترکیب
برن و طب روحانی و علامات کفر و ایمان و عقائد و اعمال و عبادت و ریاضت و ترغیب جنت

وتریب دوزخ وغیرہم خبر دے گا معلوم ہوتے ہیں غرض کہ تفسیر ہذا فوائد حکمت و فوائد علوم و منافع
 اقسام میں ہے جو اسلئے کہ علم تفسیر شرح اسی کلام پاک کی ہے جو اقصیٰ الغایات عالم علوم اولین و آخرین کا کم
 ہی پانچ سو خود خالق اکبر ملک جن بے بشر شاد و رشا و فرما تاہر وان من شیء الا عندنا خزائنه وکنا رطبا وکنا
 یاکس وکنا فی کتاب مبین بندہ کو خود اسے ملائیوا لا و رطاب جس کو باطل سے چھڑائیوا لا اس کے زیادہ
 کسی کا کلام نہیں کہ قولہ تعالیٰ ذلک الکتاب کذیب فیہ تدریس معاش و معاد میں بے بدل
 و تفریق امر و نفی عن النکاح میں بے نشان حکیم یا تو یہ ہے حیفہ کا مذہبے بہا ہی تو یہ ہے اسحق
 اس مسئلہ میں جو ہر بیان ہاتھ آتا ہے لاشک اس مخزن سے کہ گوہر ایمان نکلتا ہے کہ طالب صراط
 مستقیم کو طلب حب دنیا و مافیہا سے متفرق کرتا ہے ہو ویکدم من لم یتغن بالقتل فلیس مستأ
 ایک بنا و ہر غرض ظاہری و باطنی کا غرض نہ تافیقین تفاسیر و آثار و نظریں تو اسے و اخبار
 کو ایب اجاب نسخہ کہیں و کتاب ہو گا بلو بطولت بسم اللہ کی تفسیر میں شرح لفظ آیت کے
 معلومہ لیس جائیگی۔ ہر جہت میں پر سے انشاء اللہ تعالیٰ شانہ ہو گئے قیمت چار پارہوں کی
 مع محصول ایک ایک روپیہ مقرر ہے جو صاحب خریدار ہوں ان کو مکمل کلام عجلینا ہو گا
 ورنہ در صورت نقص کلام الہی گناہ نامتناہی قیاس ہے۔ مشتہر ان کی خدمت میں عرض ہے
 کہ قیمت پونچھ بیسٹ پاروں کے بعد ملاحظہ و بصورت خلافت نمونہ ہونے کے واپس فرما دیں
 فرمائی و کا بدلہ از سال ہو گا۔ دس جلد کے خریدار کو ایک جلد کمیشن میں دی جائیگی۔ دریا طلب
 اسور کے لئے جوابی کارڈ یا ورقہ کٹ آنا چاہئے۔ ہفت سورہ صلی قلم ترجمہ معنی تفہیم
 اردو مع خواص فوائد مثل ہالی مجوس و بازگشت مغربین و بازیابی نیا ہی گمشدہ و کٹاؤں بخت و خیر و
 امر افریحیک و باغیر و حصول زیارت حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اسکا کہنا ضروریات سے ہے کہ غرض
 ۱۴۴۱ھ و ۱۴۴۲ھ میں ۱۲۔ تاریخ نویسی اس میں حالات ریاست جاریہ و دیگر کتب و ہنگامہ و انگریز و شورش

یہ کتاب از دوزخ و ناریں
 ریاست ملک بلوچستان
 تالیف مولانا ابوالسلا
 دہلوی صاحب دارالعلوم
 کتب و دیگر حالات دارالعلوم
 ہمدانیہ کراچی
 قیمت (۱۲) روپے
 منظور الہدی
 نذرانہ شریف و سبکی
 قیمت ۱۲/۱۳
 دارالعلوم
 کتب و دیگر حالات دارالعلوم
 ہمدانیہ کراچی
 قیمت ۱۲/۱۳

